سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2019

سوموار،17۔جون2019

(یوم الاثنین،13۔شوال المکرم1440ھ)

سترہویں اسمبلی: دسواں اجلاس

جلد 10 : شمارہ 3

109

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ17۔جون2019

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال20-2019پر عام بحث

111

صوبائی اسمبلی پنجاب

سترہویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

سوموار،17۔جون2019

(یوم الاثنین،13۔شوال المکرم1440ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4بج کر18منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر جناب پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیمo

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ
عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ
مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ
وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

سورۃ الانفطار آیات 13 تا 19

بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔(13)اور بدکردار دوزخ میں (14)(یعنی) جزاء کے دن اس میں داخل ہوں گے(15)اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے(16)اور تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے؟(17) پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے(18) جس روز کوئی کسی کا کچھ بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز صرف اللہ ہی کا ہو گا(19) وماعلینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضورؐ میری تو ساری بہار آپؐ سے ہے
میں بے قرار تھا میرا قرار آپؐ سے ہے
میری تو ہستی ہی کیا ہے میرے غریب نواز
جو مل رہا ہے مجھے سارا پیار آپؐ سے ہے
گنہگار ہوں آقاؐ بڑی ندامت ہے
قسم خدا کی یہ میرا وقار آپؐ سے ہے
کہاں وہ ارض مدینہ کہاں میری ہستی
یہ حاضری کا شرف بار بار آپؐ سے ہے

تعزیت

سابق معزز ممبر اسمبلی ڈاکٹر سید وسیم اختر اور معزز ممبر اسمبلی سید خاور علی شاہ کے بھتیجے کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! ہمارے اس معزز ایوان کے بہت ہی فعال اور متحرک سابق معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر جن کا تعلق بہاولپور سے تھا کا وصال ہو گیا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان کی روح کے لئے دعائے استغفار کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ میرے علم میں آیا ہے کہ ہمارے معزز ممبر سید خاور علی شاہ کے بھتیجے کا بھی انتقال ہو گیا ہے لہٰذا مرحومین کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر سابق ایم پی اے ڈاکٹر سید وسیم اختر اور معزز ممبر سید خاور علی شاہ کے بھتیجے کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 20-2019 پر عام بحث

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج 20-2019 کے سالانہ بجٹ پر بحث کا آغاز انشاء اللہ ہونا ہے جو کہ 21-جون 2019 تک جاری رہے گی چونکہ ہمارا ہاؤس ماشاء اللہ کافی بڑا ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ بحث کے لئے ایک دن مزید رکھا جائے تاکہ معزز ممبران کو بحث میں حصہ لینے کا موقع مل سکے۔

میری یہ گزارش ہو گی کہ بات مختصر اور to the point ہو تاکہ ہمارے اس معزز ایوان کے تمام ممبران کو بات کرنے کا موقع مل سکے۔ بجٹ پر بحث کے لئے معزز ممبران اپنے نام کے ساتھ پی پی نمبر اور تاریخ بھی تحریری طور پر سیکرٹری صاحب کو دے دیں تاکہ اسی حساب سے

آپ کو بات کرنے کا موقع ملے۔ ہمیشہ یہ tradition رہی ہے کہ بجٹ پر بحث کے آغاز کے لئے قائد حزب اختلاف کو موقع دیا جاتا ہے۔

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف اسمبلی میں آ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! وہ ہاؤس میں ایک منٹ میں آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں ہے۔ وہ آ جائیں ہم ان کا انتظار کر رہے ہیں۔

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز قائد حزب اختلاف جناب محمد حمزہ شہباز شریف ایوان میں داخل ہوئے)

جناب سپیکر: اب میں قائدِ حزب اختلاف جناب محمد حمزہ شہباز شریف کو دعوت دیتا ہوں کے وہ بحث کا آغاز کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیر شیر" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ڈاکو ڈاکو" کی نعرے بازی)

قائدِ حزبِ اختلاف (جناب محمد حمزہ شہباز شریف): جناب سپیکر! شکریہ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! اس ہاؤس کی ہمیشہ روایت رہی ہے اگر اس روایت کو پامال کیا گیا اور قائد حزب اختلاف کو بات نہ کرنے دی گئی تو ہم بھی کسی کو بات نہیں کرنے دیں گے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو عمران گو" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ نے بھی کوٹا پورا کر لیا ہے اب اس بات کو جانے دیں۔ Order in the House معزز ممبران اب بیٹھ جائیں۔ میری بات سنیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جھوٹے جھوٹے" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گلی گلی میں شور ہے عمران کی پارٹی چور ہے" کی نعرے بازی)
(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو عمران گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: چلیں! اب آپ بیٹھ جائیں اب آپ چپ کر جائیں، آپ کا کیا مسئلہ ہے اُن کا مسئلہ میں حل کرتا ہوں۔ آپ نے بھی اُس دن کیا ہے تو یہ warming up تو ہونی تھی۔ اب ہو گئی ہے اب آپ ذرا خاموش رہیں اور اب حکومتی سائیڈ کی طرف سے بھی کوئی نہ بولے۔ ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلنے دیں۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! جب وزیر خزانہ تقریر کر رہے تھے تو جناب محمد حمزہ شہباز شریف کی موجودگی میں جب وہ یہاں بیٹھ کر کمانڈ کر رہے تھے کہ میمنہ اور میسرہ کس طرح حملہ کریں اور آپ کی طرف آ کر جو کچھ بولا جا رہا تھا اُس کے باوجود آپ کی شخصیت کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے پھر اُن کے بولنے کے لئے اس سائیڈ کو خاموش کروایا۔ کیا ان کو یہ خیال نہیں تھا کہ وزیر خزانہ کے بجٹ کے چند صفحات یہ نہیں سن سکتے تھے؟ ان کا سارا جھوٹ بیٹھ کر ہم نے سننا ہے اُس وقت کم از کم سننے دیتے اور ان کی ساری کی ساری ہیرا پھیری جو یہ ایک سال سے دُہرا رہے ہیں اب پھر دُہرانا ہے ان کو کم از کم وزیر خزانہ کو سننا چاہئے تھا انہوں نے وزیر خزانہ کو کیوں نہیں سنا؟

جناب سپیکر: چلیں! اب آپ تشریف رکھیں۔ اب آپ نے بالکل نہیں بولنا میری بات سنیں اس ہاؤس کی کارروائی کو چلانا اور چلنے دینا سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ ٹھیک ہے اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو اُن کی اُس چیز کو اگر آپ نے condemn کرنا ہے تو آپ خاموشی سے اُن کی بات سنیں۔ یہاں پر میڈیا موجود ہے وہ خود دیکھ لیں گے کہ فرق صاف ظاہر ہے اس لئے حکومتی سائیڈ سے نہ بولیں اور اپوزیشن کو بھی کہتا ہوں کہ آپ بھی اپنی سائیڈ سے منع کریں جب جناب محمد حمزہ شہباز

شریف بولیں گے تو یہاں سے کوئی نہیں بولے گا۔جب حکومتی سائیڈ سے جناب محمد حمزہ شہباز شریف کی بات کا جواب دیا جائے تو بھی اس سائیڈ سے کوئی نہیں بولے گا۔

قائدِ حزبِ اختلاف(جناب محمد حمزہ شہباز شریف)**:** جناب سپیکر!شکریہ۔میں نے ابھی تقریر شروع نہیں کی تھی میں اللہ کا نام لے رہا تھا اور اُس پر بھی شور مچایا گیا۔اللہ تعالیٰ کا نام لے لیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب جانے دیں۔بس کریں اُن کو بات کرنے دیں۔آپ نوٹ کرلیں،اُس کا جب جواب آئے تو اُس میں ساری چیزیں آجائیں یہاں فوری جواب نہ دیں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ!آپ بیٹھ جائیں۔آپ تو اُس دن آئی نہیں تھیں۔آپ یہ بتائیں آپ اُس دن کیوں نہیں آئیں،آپ اُس دن غیر حاضر کیوں تھیں؟

محترمہ مومنہ وحید: جناب سپیکر!میں اُس دن یہاں موجود تھی۔

جناب سپیکر: چلیں بیٹھ جائیں۔جی،قائد حزب اختلاف!

قائدِ حزبِ اختلاف(جناب محمد حمزہ شہباز شریف)**:** شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

جناب سپیکر!آپ نے ٹھیک کہا کہ جمہوریت کا حسن ہے کہ ہم ایک دوسرے سے سیاسی اور نظریاتی اختلاف کرتے ہیں۔اس ایوان میں شور شرابا بھی ہوتا ہے اس طرف سے بھی ہوتا ہے اُس طرف بھی ہوتا ہے اور یہ کوئی پاکستان کی تاریخ نہیں ہے،اس صوبے کی تاریخ نہیں ہے،باہر First World Countries میں بھی ہوتا ہے اور جمہوریت میں یہ چیزیں ہمیں ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا سبق دیتی ہیں اور آج خاص طور پر میں اپنے دوست جو ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہیں، میری بہنیں بیٹھی ہیں میرے لئے قابل احترام ہیں۔

جناب سپیکر!میری پارٹی کے ممبران یہاں بیٹھے ہیں میں ایک پاکستانی کی حیثیت سے یہ گزارش کروں گا کہ آج کا وقت اس بات کا تقاضا کر رہا ہے کہ ہم اس پاکستان کے جو معاشی حالات ہیں اُس پر اپنی اپنی رائے کا کُھل کر اظہار کریں۔ایک دوسرے کو جواب دینے کا، نعرے بازی کرنے کا ہر وقت ہوتا ہے لیکن میں ایک سیاسی ورکر ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناضر جان کر یہ

کہنا چاہتا ہوں کہ آج جو معیشت کا حال ہے اور آج غریب آدمی اپنے بچوں کی دو وقت کی روٹی پوری کرنے سے قاصر ہے، ادویات میں۔۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order in the House. No cross talk please.

کوئی بات نہیں، ان کو بات کرنے دیں۔ آپ معزز ممبران اس کا جواب تیار کریں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (جناب محمد حمزہ شہباز شریف)**:** جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے اگر یہ نہیں سننا چاہتے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ میں بات نہیں کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں آپ بالکل بات کریں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (جناب محمد حمزہ شہباز شریف)**:** جناب سپیکر! میں اپنے قابل احترام دوستوں کو اپنے معزز ممبران کو جو ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آج بھی ہم نے اس معاملے پر سیاست کی، آج بھی ہم نے معاشی حالات کا جو economic melt down ہو رہا ہے اس کا حل تلاش کرنے کی بجائے ایک دوسرے پر الزام تراشی کی تو آنے والا وقت اور ہماری آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔ میں آپ کو یہ بات بڑی ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔ آنے والے ہفتے، مہینے ہمیں اس بات کا احساس دلائیں گے۔

جناب سپیکر! میرے سامنے ایسے لوگ بیٹھے ہیں جو پرانے پارلیمنیٹرین ہیں اور وہ محسوس کر رہے ہیں کہ آج کا جو معاشی melt down ہے وہ کس طرح سے عام آدمی کی زندگی پر اثر انداز ہونے والا ہے۔ ایگریکلچر جو اس صوبے کی معاشی back bone ہے اس پر کس طرح اثر انداز ہونے والا ہے اور آنے والے مہینے کتنے سخت ہیں وہ اس بارے میں جانتے ہیں اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ایک دوسرے کی بات حوصلے سے سنیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ میں کوئی جوتشی نہیں ہوں لیکن آپ کو آنے والا وقت بتائے گا کہ اگر ہم اسی طرح ایک دوسرے کے خلاف نعرے بازی کرتے رہے تو اس سے اس معیشت کو سہارا نہیں ملے گا، یہ ملک مضبوط نہیں ہو گا، ہوشربا مہنگائی اور بے روزگاری کا خاتمہ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں باقاعدہ بجٹ تقریر کرنے سے پہلے آپ کی وساطت سے پوری پاکستانی قوم اور یہاں بیٹھے ہوئے ایک ایک معزز ممبر کو اپنی تشویش سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ جب الیکشن ہو گئے، پہلے ہم سنتے تھے کہ ہم خودکشی کر لیں گے لیکن آئی ایم ایف کا قرضہ نہیں لیں گے۔ اس کے بعد اسد عمر نے کہا کہ ہم آئی ایم ایف کے پیچھے نہیں چھُپیں گے، اگر ہمیں آئی ایم ایف کی شرائط منظور نہ ہوئیں تو پھر ہم کوئی اور option دیکھیں گے۔ ماہرین معاشیات ٹاک شوز اور اپنے آرٹیکل میں لکھتے رہے کہ غیر یقینی صورتحال قوموں کے لئے زہر قاتل ہوتی ہے۔ ہمیں فیصلہ کرنا ہو گا، ہم نے کئی مرتبہ سنا کہ آئی ایم ایف کے پاس جانا ہے، کئی مرتبہ سنا کہ آئی ایم ایف کے پاس نہیں جانا ہے۔ پھر یہ ایمنسٹی سکیم آئی جس میں آپ اپنی پراپرٹیز کو announce کر سکتے ہیں۔ کبھی ہم سنتے تھے کہ کابینہ نے اس پر تحفظات کا اظہار کیا اور کہا ہے کہ ہم نے اس سکیم کو نہیں لانا اور کبھی سنتے رہے کہ یہ سکیم آ رہی ہے یعنی ایسی غیر یقینی صورتحال ہو گئی تھی کہ جس investor نے invest کرنا تھا اور جنہوں نے اس ملک میں کاروبار کرنا تھا وہ ذہنی طور پر گومگو کا شکار ہو گئے کہ ہم نے آگے کیسے چلنا ہے۔

جناب سپیکر! پرسوں مشیر خزانہ نے کہا کہ ڈالر 157 روپے کو چھو رہا ہے جو اس سے پہلے پاکستان کی 72 سالہ تاریخ میں کبھی نہیں ہوا اور ان کا اگلا بیان لمحہ فکریہ تھا کہ ہماری معیشت کا بحران ہے اس لئے ہم ڈالر کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ڈالر ابھی مزید اڑان بھرے گا اور پتا نہیں یہ کہاں جائے گا۔ کل مشیر خزانہ بیٹھے تھے اور آپ کے ایک وفاقی وزیر نے کہا کہ ہمیں ADB نے commitment دی ہے کہ ہم 3.4۔ارب ڈالر بجٹ سپورٹ پروگرام میں دیں گے۔ انہوں نے publicly statement دی۔

جناب سپیکر! میں نے اپنے سیاسی کیریئر میں کبھی نہیں سنا کہ اتوار کے روز چھٹی کے دن ADB کے spokesman نے کہا کہ ہم نے ایسی کوئی commitment نہیں دی کہ ہم 3.4۔رب ڈالر دیں گے۔ مشیر خزانہ کے ساتھ جو میٹنگ ہوئی تھی اور وہ جو delegation تھا اس کے پاس یہ اتھارٹی ہی نہیں تھی کہ وہ اس بات کی commitment دیتا کہ ہم 3.4 بلین ڈالر بجٹ سپورٹ پروگرام میں دیں گے۔ ہم کس کس بات کا رونا روئیں، بات یہاں ختم نہیں ہوتی جب یہ نئی

نئی حکومت آئی تھی تو ایک اور مشیر خزانہ نے کہا کہ ہم سی پیک کو دوبارہ review کریں گے کیونکہ اس میں بہت خامیاں ہیں۔

جناب سپیکر! ایک اور وفاقی وزیر نے فرمایا تھا کہ فلاں منصوبے میں کرپشن ہے۔ کیا یہ باتیں ہم سوچ سمجھ کر کر رہے ہیں؟ یعنی چائنا جس نے ہمیشہ ہمارا بُرے وقت میں ساتھ دیا اور 50۔ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی اس کی کمپنی کی officially statement آئی کہ یہ سی پیک کو بدنام کر رہے ہیں۔ میں نے پاکستان میں کبھی بھی ایسا ہوتا نہیں دیکھا۔ یہاں پر بھینسوں کی نیلامی کی گئی، یہاں پر austerity کے نام پر بلٹ پروف گاڑیوں کی لائن لگائی گئی۔

جناب سپیکر! میں کسی کو طعنہ نہیں دے رہا لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیراعظم ہاؤس کا جو مختص بجٹ تھا وہ 98 کروڑ 60 لاکھ روپیہ تھا اور جو خرچ ہوا وہ ایک ارب 90 لاکھ روپیہ ہے۔ یہ ہے کفایت شعاری۔ اس کے ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ 20-2019 میں ہم یہ بجٹ ایک ارب 7 کروڑ روپیہ رکھیں گے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: خاموشی اختیار کریں۔ No cross talk please میں نے رولز کی کتاب نکال کر رکھی ہے جو ممبر بھی بولے گا میں اس کو دوں گا اور وہ خود اس کو پڑھے گا۔ یہ قانون پورے ہاؤس کے لئے ہے اس لئے خاموشی سے سنیں۔ جب قائد حزب اختلاف اپنی بات ختم کر لیں گے تو اس کے بعد وزیر قانون جواب دیں گے اس لئے آپ اپنی تجویز ان کو دے دیں وہ آپ کے behalf پر بات کر لیں گے اس لئے یہ اصول رہنے دیں اور اس ہاؤس کو خاموشی سے چلنے دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (جناب محمد حمزہ شہباز شریف): جناب سپیکر! شکریہ۔ محترم وزیر قانون نے پرسوں فرمایا تھا کہ چار چار کیمپ آفس چلتے ہیں۔ وزیراعلیٰ کے آفس اور گھر کا خرچہ 61 کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا اور 78 کروڑ 80 لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔

جناب سپیکر! یہ میں کفایت شعاری کی مثال دے رہا ہوں۔ جو بجٹ مختص کیا گیا تھا اس سے 10 کروڑ اضافی خرچ ہوا ہے۔ اگلے بجٹ میں گورنر ہاؤس کا خرچہ 40 کروڑ کی بجائے 49 کروڑ روپیہ ہو گا۔ وزیراعلیٰ کے پروٹوکول میں 18 کروڑ روپیہ اضافی خرچہ ہوا ہے اور ہیلی کاپٹر کی مد میں

14 کروڑ 90 لاکھ روپے کا اضافی خرچہ ہوا ہے۔ یہ ہے austerity۔ یہاں پر وزیر خزانہ تشریف رکھتے ہیں اس وقت انتظامی اخراجات 35 فیصد زیادہ ہوئے ہیں۔ 18-2017 میں 960۔ارب روپیہ تھا اور آج 1299۔ارب روپے ہے یعنی ایک کھرب 299۔ارب روپے۔

جناب سپیکر! میں آج کل سوچتا ہوں کہ ہمارے سامنے جو economic melt down ہو رہا ہے، ہم جو یہاں بیٹھے ہیں شکر ہے کہ ہمیں دو وقت کی روزی ملتی ہے اور ہم اپنے بچوں کو اچھے سکولوں میں پڑھا رہے ہیں لیکن باہر جا کر کسی ریڑھی بان سے پوچھیں، کسی مزدور سے پوچھیں اور کسی کلرک سے پوچھیں کہ آج 17 ہزار روپے میں۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر! میری بات سن لیں میں آپ کی بات بڑے حوصلے سے سنوں گا۔ آپ میری بات سن لیں اور میری بات کا جواب سوچ کر رکھیں۔وہ -/17500 روپے میں کیسے اپنے بچوں کا پیٹ پالے گا، کیسے اپنی ماں کی دوائی لے گا اور کیسے اپنے بچوں کو سکول بھیجے گا؟ اگر آپ -/17500 روپے میں اس ہوشربا قیامت خیز مہنگائی میں اس کے ایک مہینے کا بجٹ بنا دیں تو میں ابھی بیٹھ جاؤں گا اور میں آپ کی بات سنوں گا۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ ایوان میں بہت پیش ہوئے، آپ بھی ایک پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور اس ایوان میں بڑا شور شرابا بھی ہوا لیکن میری سیاسی عقل یہ کہتی ہے کہ آج ہمیں سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہو گا ہمارے ہاں کمزوریاں اِدھر بھی ہوں گی اور اُدھر بھی ہوں گی، آج یہ حالات ہیں کہ ایک عام آدمی باہر ایک کلرک میرا بازو پکڑ کر روک لیتا ہے اور ڈرائیور میرا بازو پکڑ کر روک لیتا ہے اور پوچھتا ہے کہ جناب محمد حمزہ شہباز شریف کیا بننے والا ہے، ڈالر نے کہاں جانا ہے، بجلی اور گیس کے بلز کب رکیں گے اور کب مہنگائی کا خاتمہ ہو گا؟

جناب سپیکر! میں اپنے بچوں کو کیا جواب دوں؟ جو پڑھائی چھوڑ کر گھر بیٹھ گئے اور ان کو سکول بھیجنے کے لئے میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ میں یہ کوئی ڈرامہ بازی نہیں کر رہا بلکہ حقائق بتا رہا ہوں اور جو چیزیں ابھی آپ کو زبانی جمع خرچ لگ رہی ہیں جب آپ کے سامنے ہفتوں اور مہینوں بعد مسائل کے پہاڑ کھڑے ہوں گے تو شاید ہمیں احساس ہو گا کہ یہ ملک مزید ان سیاسی حالات پر سیاست کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! میں آج آپ سے تھوڑا ٹائم لوں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری اپوزیشن لیڈر کی ذمہ داری بعد میں ہے اور پہلے یہ میری قومی ذمہ داری ہے کہ میں اپنا حق ادا کروں کیونکہ پہلی مرتبہ میں خائف ہوں اور مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ ہمیں باہر کے دشمنوں کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ ان کو پاکستان کا معاشی melt down نظر رہا ہے ان کو باہر بیٹھ کر پاکستان کے خلاف سازش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم ملک کے خلاف سازش کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اب بھی ہم نے اس ملک کے حالات کو تماشا بنایا ہوا ہے اور ہم نے اس پر سیاست کی۔

جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ موجودہ معاشی بدحالی کے اندوہناک دور اور پی ٹی آئی کے دور میں عوام پر آئی ایم ایف کا تیار کردہ اور موصول شدہ وفاقی اور صوبائی بجٹ پیش کر دیا ہے جو قیامت بن کر عوام پر ٹوٹا ہے۔ اس کا تذکرہ سوائے حیرت، افسوس اور پریشانی کے کچھ نہیں ہے۔ یہ مسودہ دس سالہ تاریخ کی بدترین معاشی ترقی یعنی 13 فیصد مہنگائی کی شرح، غریب عوام اور کسانوں پر اندوہناک ٹیکس کا بوجھ لادنے اور بے روزگاری کو گھر گھر پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ یہ وہی آئی ایم ایف کی بیرونی مداخلت کا پیش کردہ بجٹ ہے جس نے ہماری فیصلہ سازی، پالیسی سازی اور خودمختاری سلب کرلی۔ سرمایہ کاری بدترین گراوٹ کا شکار ہوچکی، کاروباری طبقہ سے لے کر مزدور، کسان اور ریڑھی بان، عام شخص، پڑھے لکھے نوجوان اور سب معاشی بے رہ راوی کا شکار دکھتے ہیں۔ جہاں تک بیرونی قرضوں کا سوال ہے تو وہ کبھی بھی موجودہ دور حکومت سے پہلے بڑھے نہ تھے یہ وہی قرضے ہیں جب پی ایم ایل(ن) کے دور میں لئے جاتے تھے تو 11 ہزار میگاواٹ بجلی پیدا ہوتی تھی اور 1700 کلومیٹر موٹروے بنتی تھی۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سی پیک آیا، معیشت کا پہیہ چلنے لگا، دہشت گردی ختم ہوئی، کراچی کے ویران بازار جو دہشت گردی اور بھتہ خوری سے ختم ہو گئے تھے وہاں پر کاروباری سلسلہ کار شروع ہوا اور روزگار عام ہوا۔ آج موجودہ حکومت قرضوں کے انبار بھی لگاتی ہے اور کوئی معاشی پلان بھی نہیں ہے، میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ ڈالر پاکستان کی تاریخ کی بلندترین سطح پر پہنچ چکا لیکن مشیر خزانہ کے منہ سے یہ بات زیب نہیں دیتی کہ معاشی بحران اتنا شدید ہے کہ ہم ڈالر کا کچھ نہیں کرسکتے۔ یہ کشتی جو بیچ سمندر ڈوب رہی ہے اس کا ملاح کہہ رہا ہے کہ ہم اس کو ڈوبنے سے نہیں بچاسکتے، ساحل پر کب پہنچے گی کسی کو علم نہیں ہے اس بارے میں ساری قوم فکر مند ہے۔ انہیں

پولیٹیکل اکانومی کا اندازہ ہی نہیں، ان کا بنایا ہوا بجٹ انہی کی طرح بے ربط اور لا سمت ہے۔ اسے پڑھ کر صرف یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ٹیکس بڑھا دو، چینی دال اور حتیٰ کہ نائی اور دھوبی پر بھی ٹیکس لگا دو، کمزور اور غریب سے ٹیکس کے نام پر بٹورو اور دو وقت کی روٹی بھی چھین لو۔ جب کاروبار بند ہو رہے ہیں اور روزگار ختم ہو رہے ہیں تو انہیں ٹیکس کون دے گا؟ کہاں سے 555۔ارب روپے کا ٹیکس اکٹھا کریں گے جبکہ وہ موجودہ سال میں ٹیکس کی مد میں 470۔ارب روپے کا خسارہ کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر! اب تھوڑا حقائق کی روشنی میں جائزہ لے لیتے ہیں۔ اس بجٹ میں فرماتے ہیں کہ معاشی ترقی کا حدف 2.4 فیصد پر جائے گا جو کہ پی ایم ایل(ن) کے دور میں 5.8 فیصد تھا۔

جناب سپیکر! میں ہاؤس کے اس طرف بیٹھے اپنے دوستوں اور اپنی بہنوں کو گزارش کر دوں کہ پاکستان کی تاریخ میں اٹھارہ آئی ایم ایف پروگرام آئے اور مسلم لیگ(ن) کے دور میں یہ پہلا پروگرام تھا جو ہم نے قرضے کی ایک ایک پائی لٹائی اور ہم نے آئی ایم ایف کا پروگرام successfully مکمل کر کے 5.8 فیصد گروتھ ریٹ چھوڑ کر گئے۔ اب مہنگائی کی شرح 11 سے 13 فیصد تک جائے گی، interest rate 12.5 فیصد تک پہنچ چکا ہے اور ایسی صورتحال میں 223۔ارب روپے کا سرپلس بجٹ پیش کر دیا یا تو بجٹ کے اعداد وشمار جھوٹ ہیں اور قیاس آرائی ہے یا پھر کسی منصوبے پر عملدرآمد ہی نہیں ہوگا۔ معاشی ترقی تین فیصد پر پہنچ چکی اور مزید گرنے کی پیشین گوئی بجٹ میں ہی کر دی گئی ہے۔ مہنگائی 13 فیصد پر جائے گی جو کہ مسلم لیگ(ن) کے دور میں پانچ فیصد پر تھی اور روپے کی قدر 30 فیصد گر گئی جو کبھی پاکستانی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا جس کی بدولت موجودہ جو پیش کردہ بجٹ ہے وہ 350۔ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ اس کے تناظر میں یہ 31۔ارب روپے جو روپیہ کم مالی حیثیت رکھتا ہے تو درحقیقت یہ 350۔ارب روپے نہیں بلکہ یہ 319۔ارب روپے ہیں۔ ڈالر 157 روپے کی بلند ترین سطح پر ہے، سٹاک مارکیٹ 200 فیصد گراوٹ کا شکار ہے۔ پٹرول کی قیمت میں 30 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ ڈیزل کی قیمت میں 25 فیصد اضافہ ہو چکا ہے، بجلی کے بلوں میں 20 فیصد اضافہ ہو چکا ہے اور گیس کی قیمت میں 146 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ گندم کی قیمت میں 10 فیصد اضافہ ہو چکا ہے، چینی کی قیمت میں 30 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ دالوں کی قیمت میں 20 فیصد اضافہ ہوا۔ کوکنگ آئل میں 10 فیصد اضافہ ہوا جو غریب

آدمی کے کام کی چیزیں ہیں مطلب جو روزمرہ کی eatables ہیں، ایک وزیر موصوف یہ کہتے تھے کہ نیازی صاحب آئیں گے تو 200۔ارب ڈالر پہلے ہی آئے گا، اتنے ارب قرضہ دیں گے اور باقی قوم پر لگائیں گے تو آج ان کو بڑی عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ بیرونی سرمایہ کاری میں صرف 52 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ بیرونی قرضوں میں 500۔ارب کا اضافہ ہو چکا ہے۔ 42لاکھ لوگ غربت کی لائن سے نیچے ہیں، بے روزگاری کی شرح 21.5 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ پنجاب میں 12 لاکھ نوجوان روزگار کے متلاشی ہیں جن میں 8 لاکھ خواتین ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے برعکس large scale manufacturing میں گراوٹ نہیں ہوئی بلکہ وہ منفی 2 فیصد ہے، اس میں negative growth ہے اور چھوٹے کاروبار اس میں بُری طرح متاثر ہوئے۔ تجاوزات کے نام پر غریب سے روزگار اور چھت چھین لی گئی۔

جناب سپیکر! میں دوبارہ دہراؤں گا کہ تجاوزات کے نام پر غریب سے روزگار اور چھت چھین لی گئی اور 300 کنال کے بنی گالہ کو اسلام آباد کا ماسٹر پلان بدل کر جائز قرار دے دیا گیا۔ روپے کی قدر گر گئی مگر export میں اضافہ نہیں ہوا، export negative ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر وزیر خزانہ بیٹھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ جب بھی ڈالر گرتا ہے تو ایکسپورٹر خوش ہوتے ہیں چونکہ ایکسپورٹ بڑھتی ہے۔ یہاں پر ڈالر historical نچلی ترین سطح پر گیا لیکن ایکسپورٹ بڑھنے کی بجائے negative ہو گئی۔ حال ہی میں آنے والے اکنامک سروے کے مطابق کوئی بھی ترقیاتی ہدف پورا نہیں ہوا اور یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ یہ آپ کی اقتصادی سروے رپورٹ کہہ رہی ہے، زراعت، صنعت اور سروس کو شدید دھچکا پہنچا ہے۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے چودہ صفحات پر مبنی بجٹ پڑھا میں نے کبھی اتنے کم صفحوں کا مختصر بجٹ نہیں دیکھا۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ اتنا چھوٹا بجٹ کیوں ہے پھر جب میں نے بجٹ کے اعداد و شمار دیکھے تو میں نے کہا کہ ابھی تو یہ شروعات ہیں وزیر خزانہ نے ٹھیک کیا کہ مختصر ترین صفحات پر مبنی بجٹ دیا چونکہ ابھی بہت سارے منی بجٹ آنے باقی ہیں اس لئے شاید یہ صفحے بہت کم تھے۔ ترقیاتی بجٹ کا حجم 350۔ارب روپے رکھا گیا ہے، 12 کروڑ کے صوبے کے ترقیاتی بجٹ کا حجم 350۔ارب روپیہ؟ جب مسلم لیگ (ن) نے اقتدار چھوڑا تو ہم 635۔ارب روپے کا بجٹ چھوڑ کر گئے تھے۔

جناب سپیکر! میں PSDP کی بات کر رہا ہوں ہمارے دور کے مقابلے میں نصف بھی نہیں ہے یعنی It is forty percent less، یہاں austerity کے نام پر سیاست کی گئی، ضمنی بجٹ 238 بلین روپے کا دیا اب روپیہ 30 فیصد گر چکا ہے لیکن بجٹ 350 بلین کا دیا گیا جو عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ جب ہمارے دور میں ایم پی ایز کو ترقیاتی فنڈز دیئے جاتے تھے تو نیازی صاحب کہتے تھے کہ یہ کرپشن ہے ایم پی ایز کا کیا کام ہے کہ یہ فنڈز لیں لیکن آج Special initiatives کے نام پر 50۔ارب روپے کی رقم رکھ دی گئی ہے جس کی ایم پی ایز میں بندر بانٹ کی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ جو ماضی میں ہوتا رہا وہ کریں لیکن بار بار جو کہتے ہیں اس کا اُلٹ کرتے ہیں۔ یہ بڑی اچنبے کی بات ہے اور لطیفہ ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں nominal اضافہ کر کے ٹیکس سلیب 50 ہزار روپے آمدن والوں پر لاگو کر دی گئی ہے جس سے در حقیقت 50 ہزار روپے والے کی تنخواہ بڑھی نہیں بلکہ کم ہوئی ہے۔ آپ ایک طرف انہیں incentive دے رہے ہیں اور دوسری طرف ٹیکس سلیب نیچے لا کر تنخواہ میں کمی کر دی ہے۔ آپ کسی 50 ہزار روپے تنخواہ والے سے پوچھیں کسی کی تنخواہ دس ہزار روپے کم ہوئی کسی کی اڑھائی ہزار روپے کم ہوئی ہے جبکہ روپے کی قیمت 30 فیصد کم ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! اندازہ لگائیں کہ ان کی روزی روٹی کہاں سے پوری ہو گی؟ ریونیو کا ٹوٹل ہدف 1.98 ٹریلین مقرر کیا گیا تھا ایک ایسی حکومت جو ماضی میں 1.46 ٹریلین کا ہدف پورا نہ کر سکی لیکن اب انہوں نے 1.98 ٹریلین کا ہدف مقرر کیا ہے۔

جناب سپیکر! حکومتی اخراجات میں 3.1 فیصد کا اضافہ غیر یقینی ہے جبکہ دوسری طرف مہنگائی کی شرح 13 فیصد بتائی جاتی ہے۔ اب فیصلہ کر لیں کہ جھوٹا کون ہے اور سچا کون ہے؟ گزشتہ سال میں دس لاکھ سے زیادہ لوگ بے روزگار ہوئے ہیں۔ میرے ان بہن بھائیوں نے قوم سے کہا تھا کہ ہم ایک کروڑ نوکریاں دیں گے لیکن پہلے سال ہی دس لاکھ لوگ بے روزگار ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! وزیر صحت بیٹھی ہیں یہ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ میں صحت کے حوالے سے عرض کروں گا کہ آئندہ آنے والے سال میں 40 بلین کی لاگت سے 9 نئے ہسپتال بنانے کا عندیہ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں یہ سوال چھوڑے چلا جاتا ہوں کہ مجھے بتایئے کہ کوئی فزیبلٹی بنی، زمین کا تعین کیا گیا اور نہ ہی کوئی PC-I آیا تو یہ ایک سال کی قلیل مدت میں 9 ہسپتال کیسے بنیں گے؟

جناب سپیکر! انہوں نے صحت کے شعبے میں 47.5 ارب مختص کئے جس کے برعکس مسلم لیگ (ن) کے دور میں صحت کا بجٹ 525 فیصد بڑھایا گیا ہم نے آٹھ نئے ہسپتال بنائے، مظفر گڑھ میں طیب اردگان ہسپتال، PKLI سٹیٹ آف دی آرٹ ہسپتال بنا جو اب التواء اور سیاسی انتقام کا شکار بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے اور آپ کو معلوم ہے کہ ہیپاٹائٹس لیور ٹرانسپلانٹ، کڈنی ٹرانسپلانٹ کے غریب لوگ ہاتھ جوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ میاں صاحب ہمارا انڈیا کا ویزہ لگا دیں چونکہ ہمارے بچے کی زندگی موت کا سوال ہے جب ویزہ لگتا تھا تو ان کی خوشی تھامے تھمتی نہیں تھی۔ امریکن ڈاکٹر اپنا سب کچھ چھوڑ کر یہاں آئے کہ ہم انشاء اللہ PKLI بنائیں گے اور لوگوں کے لیور ٹرانسپلانٹ کا علاج کریں گے اور یہاں پر لیور ٹرانسپلاٹ کا کامیاب ترین آپریشن ہوا۔ اس کے بعد سیاست ہوئی اور وہ ڈاکٹر اپنا بستر بوریا گول کر کے واپس امریکہ چلے گئے۔ اربوں روپے سے بننے والا PKLI آج یتیم پڑا ہے، جو وژن تھا وہ زمین میں دفن ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے دور میں سرکاری ہسپتالوں میں 84 فیصد مفت ادویات فراہم ہونے لگی تھیں ہیپاٹائٹس اور سٹی سکین جیسے ٹیسٹ اور علاج پہلی مرتبہ ممکن بنے تھے جو آج پھر بند پڑے ہیں۔ 15 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور 25 تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں کی revamping کی گئی، 17 اضلاع میں موبائل ہسپتال متعارف کرائے گئے۔

جناب سپیکر! ہیلتھ انشورنس پروگرام کی اچھی روایت ہے میں اسے appreciate بھی کرتا ہوں کہ انہوں نے ہیلتھ کارڈ کو carry کیا لیکن صحت انصاف کارڈ کا نام دیا، یہ کریں چونکہ اس سے غریب آدمی کا بھلا ہوتا ہے آپ اس کو کوئی نام دے دیں لیکن یہ ضرور یاد رکھیں کہ یہ مسلم لیگ (ن) کا وژن تھا ان کی سکیم تھی۔ ہمارے دور کے کئی ہسپتالوں کے منصوبے بند پڑے ہیں۔

جناب سپیکر! میں زراعت کے متعلق بات کروں گا مجھے علم ہے کہ وزیر خزانہ بھی زراعت سے منسلک ہیں۔ زراعت کی مد میں 41۔ ارب روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے جو کہ کل بجٹ کا صرف 2 فیصد بھی نہیں بنتا۔ خدشہ ہے کہ آئندہ سال گندم کی ضرورت پوری کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں یہاں پر جنوبی پنجاب کے ایم پی ایز بیٹھے ہیں بارشوں نے فصلوں کو تباہ کر دیا ہے، گندم کو تباہ کر دیا ہے۔ اقتصادی سروے رپورٹ کے مطابق زراعت کی ترقی کا ہدف 3.8 فیصد تھا جو سکڑ کر 0.8 فیصد رہ گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شیم شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر! نہیں، شیم نہ کہیں۔ میں تو ایک پاکستانی کی حیثیت سے احساس دلا رہا ہوں۔ مسلم لیگ (ن) کے دور میں یوریا کھاد پر کسانوں کو سبسڈی دی گئی تھی وہ ختم کرنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ آج گزشتہ سال کے مقابلے میں کپاس کی فصل میں 12.7 فیصد کمی واقع ہوئی ہے، چاول کی فصل میں 19.4 فیصد کم ہوئی ہے۔ مسلم لیگ (ن) کے دور میں زراعت کا بجٹ 78۔ ارب روپے کا تھا اس کے علاوہ ہم نے اپنے دس سالہ دور میں کسانوں کو تین کھرب روپے کے ترقیاتی packages دیئے جن میں آسان قرضے، سستے ٹیوب ویل، ٹریکٹر، مشینری، کھاد کی قیمت میں دس فیصد رعایت، پانی کی قیمت میں 70 فیصد رعایت، زرعی ادویات کی قیمتوں میں 60 فیصد کی کمی، پہلی مرتبہ ایسے ہونے لگا تھا کہ ہم چاول اور یوریا ایکسپورٹ کرنے کی شرائط کو پہنچ چکے تھے۔

جناب سپیکر! لائیوسٹاک کے شعبے میں بہتری آنے لگی تھی، سالانہ ہدف پورا ہوا مگر موجودہ بجٹ میں اس کو بھی 9.5 بلین روپے سے کم کر کے صرف 3.5 بلین روپے پر محدود کر دیا گیا ہے جو کہ گزشتہ پانچ سالوں میں کم ترین ہے۔ چالیس لاکھ کسانوں کو 21 ملین ایکڑ زمین پر آبادکاری کرائی گئی اور نہروں کو conservation سے ممکن بنایا گیا۔

جناب سپیکر! میں تعلیم پر بات کرنے سے پہلے عرض کروں گا کہ شاید آپ نے بھی دیکھا ہو گا کہ ہم نے جن لوگوں کو وظیفے دے کر چائنا بھجوایا تھا وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ ہمارے پاس کھانے کے پیسے نہیں رہے پنجاب حکومت کب جاگے گی اور پھر سٹیٹمنٹ آئی کہ ہم پیسے بھجوا رہے ہیں پتا نہیں انہیں پیسے ملے ہیں یا نہیں؟ ہم نے یہ دن بھی دیکھنا تھا۔

جناب سپیکر! تعلیم کا بجٹ 62-ارب سے کم کر کے 47-ارب روپے تک محدود کر دیا گیا ہے اور ساتھ ہی چھ نئی یونیورسٹیز کی نوید بھی سنائی گئی ہے۔ یہ کیسے ہو گا معلوم نہیں؟ ہمارے دور میں 17-ارب روپے کی لاگت سے 3لاکھ 50 ہزار طالب علموں کو PEEF کے ذریعے سکالرشپ دیئے گئے، جنوبی پنجاب کے اضلاع میں 460 ہزار بچیوں کو زیور تعلیم پروگرام کے ذریعے وظائف دے کر تعلیم سے وابستہ کیا گیا۔ سرکاری سکولوں میں 70 فیصد missing facilities کا ہدف پورا کیا گیا۔ 4لاکھ 25 ہزار طالب علموں کو لیپ ٹاپ دیئے گئے۔ 80 ہزار بچوں کو اینٹوں کے بھٹوں سے سکولوں میں پہنچایا گیا۔ 12 لاکھ بچوں کو مفت کتابیں بانٹیں گئیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کیونکہ آپ بھی لوکل باڈیز کے وزیر رہے ہیں۔ پاکستان کی 72 سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ سیاسی جماعتوں کی بنیادوں پر لوکل باڈیز کے الیکشن ہوئے۔ پہلے dictator کے دور میں غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہوتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پہلی مرتبہ پچپاس ہزار لوکل باڈیز کے نمائندے سیاسی جماعتوں کی بنیاد پر منتخب ہوئے تھے، ان کی مدت پانچ سال تھی لیکن ان سب کو یک جنبش قلم سے فارغ کر دیا گیا اور بیوروکریٹس کو لوکل باڈیز کے اداروں پر بٹھا دیا گیا ہے۔ آپ ستم ظریفی یہ دیکھیں کہ لوکل باڈیز کے اپنے ریونیو کو بھی freeze کر دیا گیا ہے۔ تمام 36 اضلاع میں گلیاں اور نالیوں کی مرمت وغیرہ بھی رُک گئی یعنی freeze ہو گئی ہے اور اُونٹ کے منہ میں زیرہ کے برابر لوکل باڈیز کے لئے 6-ارب روپے کا لولی پاپ دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! چلیں، آپ نے اگر پچپاس ہزار منتخب نمائندوں کا قتل کرنا ہی تھا تو کم از کم election announce کر دیتے۔ ایک سال بعد بھی پتا نہیں الیکشن ہوتے ہیں یا نہیں؟ ان منتخب نمائندوں کو نکال کر ان لوکل باڈیز کے اداروں پر بابوؤں کو بٹھا دیا گیا ہے جن کا دُور دُور تک بھی ان اداروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا تا کہ وہ ان کی سفارش قبول کریں اور ان کے کہنے پر فنڈز کی بندر بانٹ کی جائے۔ یہ نئے پاکستان کی ایک بہت بڑی زندہ مثال آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! اب میں ہاؤسنگ کے شعبہ سے متعلق بات کروں گا۔ میں طعنہ نہیں دے رہا بلکہ عاجزی سے بات کر رہا ہوں۔ آپ نے 50 لاکھ گھر بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے میرے بھائیو اور بہنوں! آپ کی حکومت قائم ہوئے ایک سال ہو چکا ہے اور آپ نے ہاؤسنگ کے شعبہ میں پچاس لاکھ گھروں کے لئے 4۔ارب روپے مختص کئے ہیں یعنی 8۔ارب روپے کی رقم کو کم کر کے صرف 4۔ارب روپے اس مقصد کے لئے رکھے ہیں۔ پتا نہیں یہ گھر آسمان پر بنیں گے اس لئے یہاں پر صرف 4۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ پانچ سالوں میں پچاس لاکھ گھر بنانے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا لیکن اب معلوم نہیں کہ یہ گھر کب بنیں گے؟

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے 122۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میرے بھائی وزیر اعلیٰ پنجاب جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں تو انہوں نے جنوبی پنجاب کے لئے 122۔ارب روپے مختص کئے ہیں جبکہ ہمارے دور حکومت میں جنوبی پنجاب کے لئے 238۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے۔

جناب سپیکر! میرے کانوں میں آج بھی ان کی طرف سے ایک سال پہلے لگایا گیا نعرہ گونجتا ہے کہ ہم نے جنوبی پنجاب کا صوبہ بنانا ہے۔ یہ ہمارا اصولی فیصلہ ہے اور حکومت میں آتے ہی ہم اس کے بارے میں قانون سازی کریں گے۔

جناب سپیکر! مسلم لیگ (ن) نے اس حوالے سے قرارداد پاس کی تھی۔ ان کی حکومت کو آئے ہوئے ایک سال ہو چکا ہے لیکن جنوبی پنجاب صوبے کا نام و نشان نہیں ہے۔ صوبہ تو دور کی بات ہے انہوں نے تو جنوبی پنجاب کے بجٹ میں پچاس فیصد کٹوتی کر دی ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے جنوبی پنجاب میں خواجہ فرید آئی ٹی یونیورسٹی بنائی اور طیب اردگان ہسپتال بنایا ہے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ Violence Against Women Centre جو کہ پی ٹی آئی کا hallmark ہے کہ ہم نے خواتین کے لئے ایسا سنٹر بنایا ہے اس سنٹر کے ملازمین کہہ رہے تھے کہ ہمیں دو مہینوں کی تنخواہ نہیں ملی۔ میڈیا پر یہ خبر چلی لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟ اللہ جانے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے جنوبی پنجاب کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے نوکریوں میں 28فیصد کوٹا دیا تھا۔شاہراہ خانیوال، یہاں پر خانیوال سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران تشریف فرما ہوں گے۔لودھراں خانیوال روڈ قاتل سڑک کہلاتی تھی۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سڑک کو22۔ارب روپے کی لاگت سے دورویہ تعمیر کیا ہے۔حاصل پور سے بہاولپور تک 90کلومیٹر کی سڑک ہم نے 6۔ارب روپے کی لاگت سے بنائی ہے۔اسی طرح عبدالحکیم موٹروے جس کی لمبائی230کلومیٹر ہے اسے ہم نے 148۔ارب روپے کی لاگت سے مکمل کیا ہے۔اسی طرح ملتان سے سکھر موٹروے 294۔ارب روپے کی لاگت سے مکمل ہوئی ہے۔

جناب سپیکر!فورٹ منرو کیڈٹ کالج اور ہسپتال کی بنیاد رکھی گئی۔فورٹ منرو کے لئے ایک باڈی بنائی گئی اور اس کو Hill Station declare کیا گیا۔اس کے علاوہ جنوبی پنجاب کے پانچ لاکھ بچوں کو16۔اضلاع میں زیر تعلیم پروگرام سے مستفید کیا گیا۔یہ سب افسانوی باتیں نہیں بلکہ یہ حقائق ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شرمندہ تعبیر ہوئے ہیں۔ ہمارے دور حکومت میں رحیم یار خان، حاصل پور اور مظفر گڑھ میں دانش سکول قائم کئے گئے ہیں۔ملتان کو میٹروبس اور سپیڈو بس سسٹم کا تحفہ دیا گیا۔

جناب سپیکر!آپ جہاندیدہ انسان ہیں۔First World ممالک میں بھی پبلک ٹرانسپورٹ subsidize ہوتی ہے۔یہ غریب آدمی کی سواری ہوتی ہے اس لئے اس کو First World Countries بھی subsidize کرتی ہیں۔پی ٹی آئی کی موجودہ حکومت نے میٹروبس کا کرایہ بڑھا کر30روپے کر دیا ہے۔کلرک، مزدور، نرسیں اور طالب علم بے چارے اب کیسے سفر کریں گے؟ آج پٹرول مہنگا کر دیا گیا ہے اور ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں ہوشربا اضافہ ہو چکا ہے تو یہ غریب لوگ کیسے سفر کریں گے کیونکہ ان کے پاس پجارو اور مرسڈیز گاڑیاں نہیں ہیں؟

جناب سپیکر!میری بڑے ادب سے التماس ہے کہ بہاولپور قائداعظم سولر پاور پلانٹ سے تقریباً900میگاواٹ بجلی پیدا ہو گی۔موجودہ بجٹ میں انفراسٹرکچر کے لئے 8.7۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ یہ ہمارے دور حکومت میں 17.2۔ارب روپے تھا۔ہم نے 8ہزار کلومیٹر farms to market roads بنائی ہیں۔ہماری حکومت نے دیہی سڑکوں کا جھال بچھایا جن کی وجہ

سے سبزیاں، پھل اور اجناس بروقت شہری منڈیوں میں پہنچ سکیں، کاشتکاروں کی کاشت بڑھی اور اس سے روزگار کے مواقع پیدا ہوئے۔ ہماری حکومت نے100۔ارب روپے کی لاگت سے صوبے میں250 کے قریب پُل تعمیر کئے۔ تین میٹرو بس کے منصوبے بنائے۔ میں کوئی شیخی نہیں بگھار رہا بلکہ حقیقت بیان کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کوrepeat کرتا ہوں کہ ہم نے100۔ارب روپے کی لاگت سے تین میٹرو بس کے منصوبے بنائے ہیں۔ آج ایک پاکستانی کی حیثیت سے مجھے بات کرنے کی اجازت دیں کہ100۔ارب روپے سے بجٹ تجاوز کر گیا ہے لیکن بی آر ٹی پشاور مکمل ہونے کا نام نہیں لے رہی۔ بی آر ٹی پشاور تین میٹرو بس منصوبوں جتنا بجٹ کھا کر بھی مکمل ہونے کا نام نہیں لے رہی۔ سی پیک کے ذریعے اورنج لائن کا منصوبہ شروع ہوا تھا جو کہ موجودہ حکومت کی ہٹ دھرمی کی بناء پر التواء اور اضافی اخراجات کا باعث بنا۔ آج انہوں اس اہم منصوبے کے لئے 8.8۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اس پر عمل پیرا بھی ہوں گے۔ کاش! یہ لوگ stay order کے پیچھے نہ چھپتے۔ بائیس مہینے اس قوم کو اذیت ناک انتظار نہ کرنا پڑتا۔ سڑکیں اُدھڑی ہوئی تھیں اور اس منصوبے میں60 فیصدChinese investment ہے لیکن یہ منصوبہ بھی مکمل ہونے کا نام نہیں لے رہا۔ یہ پبلک ٹرانسپورٹ کا منصوبہ ہے اور یہ کوئی میری ذاتی جاگیر نہیں۔ لاہور فرانزک لیبارٹری ہماری حکومت نے قائم کی ہے۔ خیبر پختونخوا اور قصور میں ریپ کے واقعات ہوئے جن کی رپورٹ اسی لیبارٹری میں تیار ہوئیں۔ آج پاکستان کی عسکری ایجنسیاں بھی اسی فرانزک لیبارٹری سے مستفید ہوتی ہیں اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا ہے۔ ایک ایسے بجٹ سے ماضی کا کیا موازنہ کرنا جس کا ہدف17 ہزار500 روپے کمانے والے مزدور کے لئے زندگی کو مشکل ترین بنانا۔ دودھ، چینی، آٹا اور دال پر ٹیکس لگا دیا جائے یہ کیسا بجٹ ہے؟ پچاس ہزار روپے آمدن والے کی آمدن پر ٹیکس اور پھر پٹرول، کوکنگ آئل، حجام و دھوبی پر ٹیکس اور پھر بجلی کے بل، ادویات اور گیس کے بلوں میں اضافے کا طوفان برپا کر کے آپ کہیں کہ جی ہم نے ٹیکس میں چھوٹ دی ہے۔ یہ ایک ایسا بجٹ ہے جو آئی ایم ایف نے بنایا اور یہ آئی ایم ایف کے لئے ہی بنا

ہوا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سٹیٹ بنک کا گورنر مصر سے import کیا گیا ہو۔

جناب سپیکر! میں آپ کے ٹکٹ دیتا ہوں میرے معزز ممبران اسمبلی مصر جا کر دیکھیں وہاں پر لوگ ایک دوسرے کا دامن نوچتے ہیں وہاں پر ڈالر مہنگا ہو گیا اور معاشی طور پر وہاں پر ایک قیامت برپا ہے اور وہاں سے ایک شخص کو import کر کے گورنر سٹیٹ بنک بنا دیا گیا ہے جس کو عام آدمی کے مسائل کا پتا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اصل میں آج وہ وقت آ گیا ہے کہ سڑک پر چلنے پر بھی ٹیکس لگے گا، سانس لینے پر بھی ٹیکس لگے گا، سامان اُٹھانے والے carriage پر بھی ٹیکس عائد کر دیا گیا، ڈیپارٹمنٹل سٹور، کیبل آپریٹر، کھاد وادویات بیچنے والے، جیولرز، وکلاء، مٹھائی کی دکان جس میں اے سی لگا ہو، موٹر سائیکل ڈیلر پر بھی ٹیکس لگا دیا گیا غرضیکہ کوئی بھی نہیں بچا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں چند کلمات آپ کی اجازت سے کہنا چاہوں گا کہ جب ملک معاشی طور پر بدحال ہوتے ہیں اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارا انحصار foreign aid پر ہوتا ہے یعنی آئی ایم ایف سے ہمیں 6۔ارب ڈالر ملنے ہیں جس کا formal agreement ابھی تک sign نہیں ہوا اور امریکہ نے آئی ایم ایف کو کہا کہ جب تک پاکستان کے ساتھ دہشت گردی کے حوالے سے commitment نہیں ہوتی آپ ان کو پیسے نہ دیں۔

جناب سپیکر! میں سیاسی ورکر ہوں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جب پاکستان کو یہ قسطیں دی جائیں گی تو آپ کی ناک زمین پر رگڑوائی جائے گی اور پھر آپ کو آئی ایم ایف کی 6۔ارب ڈالر کی ایک ایک قسط دی جائے گی اور آپ سے ہر وہ بات منوائی جائے گی جو آپ کی internal and external sovereignty پر حملہ ہو گا۔ پاکستان کے ساتھ ہماری عزت ہے مجھے یاد ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کہ 1997 میں اسی BJP کی دائیں بازو کی جماعت کا وزیراعظم (اٹل بہاری واجپائی) چل کر پاکستان کی دھرتی پر آیا تھا اُس نے مینار پاکستان کے سائے تلے کشمیر کے issue کو accept کیا تھا اور کہا تھا کہ ہم برابری کی سطح پر کشمیر کے issue کو resolve کریں گے۔

جناب سپیکر! آج پاکستانی ہونے کی حیثیت سے میری آنکھیں شرم سے جُھک جاتی ہیں جب تین مرتبہ ہمارے ملک کا وزیر اعظم نریندر مودی کو خط لکھتا ہے اور وہ ملنے سے بھی انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ پاکستان کو پہلے اپنے ملک میں دہشت گردی ختم کرنی ہوگی۔ اس طرح سے ملکوں کی sovereignty compromise ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آج بھی سمجھتا ہوں کہ ہمیں سیاست نہیں کرنی۔ آج بھی اگر سمجھ آئے اور سمجھ تو اللہ ہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے کہا تھا کہ آپؐ کا کام ہدایت کا پیغام پہنچانا ہے اور ہدایت دینا یا نہ دینا میرا کام ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری دو جملے بولنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہاں پر ایک ایک لفظ جو ادا کیا ہے وہ اس مقدس ایوان کی امانت ہے اللہ کرے میں غلط ثابت ہوں لیکن جن خدشات کا میں نے اظہار کیا ہے جس طرح غریب کے منہ سے روٹی چھین لی گئی ہے، جس طرح ایک عام کلرک کی زندگی اجیرن ہو گئی ہے اور وہ پوچھتا ہے کہ اس ملک کا کیا بنے گا؟ جس طرح ڈالر پاکستان کی بلند ترین سطح پر پہنچ چکا ہے، سٹاک مارکیٹ زمین بوس ہو چکی ہے، دُور دُور تک بہتری کے کوئی اشارے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! مشیر خزانہ کہہ رہے ہیں کہ معاشی بدحالی میں ہم دوروں سے کچھ نہیں کر سکتے اگر ہم نے سنجیدگی کے ساتھ بیٹھ کر اس حوالے سے سوچ بچار کر کے کوئی حل تلاش نہ کیا اور سیاست سے اجتناب نہ کیا جائے تو خدانخواستہ آنے والے ہفتے اور مہینے اس ملک کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں گے۔

جناب سپیکر! میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پاکستان کی خیر کرے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان بحرانوں سے نکالے اور بحرانوں سے نکلنے کے لئے بطور قائد حزب اختلاف تمام تر تحفظات کے باوجود میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں کو اپنے پورے تعاون کا یقین دلاتا ہوں لیکن خدارا اب کنٹینر والی سیاست کو چھوڑ کر پاکستان کی معیشت کا سوچیں۔ میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پاکستان پائندہ باد۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون وپارلیمانی امور/لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب محمد بشارت راجا): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ انتہائی محترم قائد حزب اختلاف نے اپنی گفتگو کا آغاز جمہوریت کے حسن کے حوالے سے کیا اور انہوں نے یہ کہا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ حقیقت پر مبنی کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یقین کیجئے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاضر وناظر جان کر یہاں پر 100 فیصد سچ بول دیتے تو شاید اس صوبے کے 80 فیصد بلکہ سارے مسائل حل ہو جاتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج بھی اس صوبے کا مسئلہ یہ ہے کہ اُن سے بار بار اس صوبے کی عوام بلکہ نیب والے بھی یہ کہتے کہتے تھک گئے ہیں کہ سچ بولو، سچ بولو تاکہ معاملے کو کسی ٹھکانے لگایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر یہ کہا گیا کہ جمہوریت کا یہ حسن ہے کہ بات سُنی جائے، بات کی جائے اور بات سُننے کا حوصلہ پیدا کیا جائے۔ آج آپ نے دیکھا اور یہ بات پھر ایک دفعہ سچ ثابت ہوئی کہ جمہوریت کا حسن اور جمہوریت کا نکھار پیدا کرنے کے لئے جناب عمران خان اور جناب پرویز الہٰی ہی رہ گئے ہیں؟

جناب سپیکر! پرسوں ہمارے وزیر خزانہ کی تقریر کے دوران جس روّیے کا مظاہرہ کیا گیا کیا وہ جمہوری روّیہ تھا؟ کیا وہ جمہوریت کا تقاضا تھا یا آج جو کچھ قائد حزب اختلاف نے کہا اور جس طرح ہم نے سُنا کیا اصل جمہوریت اور جمہوریت کی رُوح یہ ہے یا پرسوں تھی؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے کہ ہم جمہویت کے حسن کے لئے بات کرتے رہیں اور برداشت بھی کرتے رہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ذمہ داری جتنی حکومت کی ہے اُتنی حزب اختلاف کی بھی ہے اور کاش! اس ذمہ داری کا احساس تین دن پہلے وزیر خزانہ کی تقریر کے دوران کیا گیا ہوتا تو شاید آج یہ بات ہمیں اتنی بُری نہ لگتی۔

جناب سپیکر! اُس کے بعد قائد حزب اختلاف نے اس صوبے کے معاشی حالات کی بات کی۔ انہوں نے زیادہ بات تو مرکز کے حوالے سے کی ہے لیکن انہوں نے جتنی بھی بات صوبے کے معاشی حالات کے حوالے سے کی کہ آج یہ صوبہ کن معاشی حالات میں سے گزر رہا ہے، آج یہ صوبہ تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے وہ فرما رہے ہیں میں اُن کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ جو صوبہ ہمیں ورثے میں ملا وہ صوبہ چلنے کے قابل تھا ہی نہیں۔

جناب سپیکر! آپ تو اس صوبے کو 100۔ارب روپے کا surplus چھوڑ کر گئے تھے جبکہ یہ 2600۔ارب روپے کا مقروض اس صوبے کو چھوڑ کر گئے ہیں۔ پریس گیلری کے لوگ بھی سُن رہے ہیں اور یہ معزز ایوان بھی سُن رہا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے دنیا کا کوئی ایک ملک بتا دیں کہ جس ملک میں حکومت کے جاری کردہ cheques bounce ہو جائیں۔ ہمارے وزیر خزانہ میرے ساتھ بیٹھے ہیں 56۔ارب روپے کے cheques جو انہوں نے جاری کئے تھے اور وہ cheque bounce ہوئے۔

جناب سپیکر! میں تو آج افسوس کرتا ہوں کہ وزیر اعظم جناب عمران خان، وزیر اعلیٰ جناب عثمان احمد خان بُزدار اور ہمارے وزیر خزانہ کو تو ان کے خلاف 420 کا پرچہ درج کروانا چاہئے تھا۔ ان کے جاری کئے ہوئے چیک bounce ہوئے۔ یہ کس معیشت کی بات کرتے ہیں؟ یہ اس معیشت کی بات کرتے ہیں کہ جہاں پر آپ کے جاری کردہ چیک bounce ہوئے۔ آپ اس خزانے میں کیا چھوڑ کر گئے تھے کہ جن لوگوں کو آپ نے چیک دیئے تھے آپ کے جانے کے بعد وہ بھی bounce ہو گئے۔ اس کا بوجھ ہماری حکومت پر پڑا کیونکہ بالآخر ہم نے اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا تھا۔

جناب سپیکر! یہ بڑی عجیب سی منطق ہے کہ قائد حزب اختلاف مرکز کے حوالے سے بات کر رہے تھے کہ بحران پیدا ہو گیا تو یہ بحران پیدا ہونا ہی تھا۔ میں نے دو دن پہلے بھی کہا تھا کہ ملک میں بحران پیدا ہونا تھا کیونکہ جو اس ملک کا وزیر خزانہ تھا وہ مفرور ہو گیا تو بحران نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ خزانے کا ذمہ دار مفرور ہو گیا۔ یہ ہم نے نہیں کیا تھا۔

جناب سپیکر! میں پھر اس بات کو دُہرانا چاہتا ہوں کہ یہ ان کی گورنمنٹ کا کیا دھرا تھا۔ کبھی کسی ملک میں چیک bounce ہوتے ہیں، نہ کسی ملک کا وزیر خزانہ مفرور ہوتا ہے تو جب اس طرح کی صورتحال ہو گی تو پھر کوئی اعتماد نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! یہ اب کہتے ہیں کہ بیرون ملک سے انوسٹمنٹ نہیں آ رہی تو کون پاگل یہاں انوسٹمنٹ کرے گا جہاں حکومت کے دیئے ہوئے چیک bounce ہو رہے ہیں وہاں کون آ کر کہے گا کہ ہم یہاں invest کرنے کے لئے تیار ہیں تو کوئی invest نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ معیشت کی ترقی میں سب سے زیادہ جو بات ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ جب حکومت پر لوگوں کا اعتماد ہو، investors کا اعتماد ہو تو معیشت بہتر ہوتی ہے۔ ان کی حکومت یہ اعتماد نہیں رکھتی تھی اس لئے یہ صورتحال پیدا ہوئی۔

جناب سپیکر! یہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بھینسیں اور لگژری گاڑیاں بیچی گئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم بھینسوں کے علاوہ بھی کوئی چیز ہوئی تو وہ بھی بیچیں گے کیونکہ ہم نے اس صوبے کو آگے لے کر چلنا ہے۔ ہم بیچیں گے نہیں تو کیا کریں گے۔

جناب سپیکر! یہاں کیا ہوتا رہا ہے۔ ہم بھینسیں بیچ کر گزارا کر رہے ہیں اور گاڑیاں بیچ کر گزارا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! رانا مشہود احمد خان تو پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں مزے لیتے تھے اور 50 کروڑ سے زیادہ کے بل بھی آپ نے ادا نہیں کئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب
سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ وہ لسٹ منگوائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ کون کون سے سفید پوش اس میں شامل ہیں جن کے ذمہ کروڑوں روپے کے بل ہیں۔ وہ بل دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ اسی صوبے کا کھاتے رہے، اسی صوبے کو چاٹتے رہے، اسی صوبے کو تباہی کے دہانے پر چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ خزانہ خالی ہے۔ یہ پنجاب ہاؤس کے بل تو ادا کر دیں۔

جناب سپیکر! میں آج انہیں کہتا ہوں کہ اس سے قبل کہ حکومت پنجاب recovery initiate کرے اور آپ کی تنخواہیں یہاں سے رکوائی جائیں آپ مہربانی کر کے وہ بل تو ادا کر دیں۔

جناب سپیکر: جناب محمد بشارت راجا! جنہوں نے بل کی رقم ادا نہیں کی آپ ان کی فہرست دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! میں آپ کو فہرست دوں گا اور آپ سے استدعا کروں گا کہ وہ فہرست الیکشن کمیشن آف پاکستان کو بھی بھیجیں تاکہ پتا چلے کہ اس ملک کے خزانے کو لوٹا کس نے ہے۔ میں وہ فہرست اسی ایوان میں دوں گا۔

جناب سپیکر! یہاں کیمپ آفسز کی بات ہوئی۔ محترم قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ میں نے کیمپ آفسز کے حوالے سے بات کی تھی تو میں آج بھی اس بات پر قائم ہوں۔ میں نے نوٹیفکیشنز حاصل کئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ان کی کاپی آپ کو دے رہا ہوں۔ آج صرف ایک کیمپ آفس ہے جو 7۔ کلب ہے جہاں وزیراعلیٰ کی رہائش ہے۔ ان کے دور میں چار کیمپ آفسز تھے ان کے نوٹیفکیشنز موجود ہیں اگر اس پر کوئی contradict کرنا چاہتا ہے تو وہ کر لے لیکن یہ نوٹیفکیشنز میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جو کل کو bounce back کرے۔

جناب سپیکر! میں باقاعدہ ریکارڈ کے ساتھ بات کر رہا ہوں۔ اگر یہ کہیں گے تو ہر کیمپ آفس کا جتنا خرچ ہوا ہے اس کی بھی ہم figures دے دیں گے تاکہ اس صوبے کا جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ہمارے دل میں درد ہے اور ہمیں دکھ ہوتا ہے تو دکھ وہی تھا کہ ایک کیمپ آفس کی بجائے چار کیمپ آفسز بنائے گئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا سب کچھ تھا۔ اگر وہاں پر سرکاری خرچ نہ بھی کیا جاتا تو انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ باعزت طور پر گزارا کر رہے ہیں تو اس وقت بھی ہو سکتا تھا لیکن انہیں صوبے کے خزانے کے ساتھ ہمدردی نہیں تھی۔

جناب سپیکر !اس کے علاوہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ خرچ میں اضافہ ہوا ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ریکارڈ پر ہے کہ اس وقت entertainment allowance پر 60 فیصد کا cut لگایا گیا ہے۔ اگر یہ بات غلط ہے تو ہم ان کے سامنے جوابدہ ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں کہا جاتا ہے کہ ہاؤس سے باہر نکل کر دیکھیں کہ مزدور کن حالات میں رہ رہا ہے۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ کچھ گورنمنٹ کی پالیسیوں کی وجہ سے مہنگائی ہوئی لیکن یہ انتہائی اقدام حکومت کو کیوں اٹھانے پڑے اس پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جتنا میٹرو پر خرچ کیا گیا ہے اگر وہ اس صوبہ کے عوام پر خرچ کیا جاتا تو پانچ سالوں میں اس صوبے کا کوئی ضلع ایسا نہ ہوتا جہاں پر ایک شوکت خانم ہسپتال نہ بن چکا ہوتا۔

جناب سپیکر! یہاں پر بات کی گئی کہ میٹرو پر پوری دنیا میں سبسڈی دی جاتی ہے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ پبلک ٹرانسپورٹ پر سبسڈی دی جاتی ہے لیکن ان ملکوں میں جا کر دیکھیں تو میٹرو یا پبلک ٹرانسپورٹ پر سبسڈی سے پہلے وہ اپنے عوام کو روٹی دیتے ہیں، عوام کو مفت دوائیاں دیتے ہیں، عوام کے بچوں کو مفت تعلیم دیتے ہیں پھر پبلک ٹرانسپورٹ کی طرف جاتے ہیں۔ ہمارے بچے یہاں بھوکے مر رہے ہیں، سکولوں میں جگہ نہیں ہے، ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں مل رہیں اور یہ کہتے ہیں کہ میٹرو پر سبسڈی دی جائے۔

جناب سپیکر !ایک وہ وقت بھی تھا کہ جب ہسپتال جاتے تھے تو دوائی مفت ملتی تھی۔ بچوں کی تعلیم میٹرک تک مفت کر دی گئی تھی۔ آپ اسی کو آگے لے کر چلتے، میٹرک کے بعد اس کو ایف اے اور پھر بی اے تک دوسرے دور میں لے جاتے تو ہم مانتے کہ آپ کے دل میں عوام کا درد ہے لیکن نہ تعلیم مفت ہوئی، ابھی یہاں قائد حزب اختلاف ہیلتھ کارڈ کے بارے میں فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنے زمانے میں ہیلتھ کارڈ متعارف کرایا تھا پتا نہیں اس کا کیا حال تھا۔ ہم نے تو ابھی دیکھے ہیں لیکن ہمارے زمانے میں صرف شناختی کارڈ ہوتا تھا لیکن دوائی بھی ملتی تھی اور تعلیم بھی ملتی تھی۔ ہم نے جو ہیلتھ کارڈ جاری کئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ عوام کو دوائیاں ملیں گی۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے ابھی فرمایا تھا کہ مجھے ڈر لگ رہا ہے معلوم نہیں کہ کس بات سے ڈر لگ رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے خوف آ رہا ہے تو انہیں خوف صرف ایک بات کا ہے جیسے کہتے ہیں کہ "جنہاں کھادیاں گاجراں ڈھڈ انہاں دے پیڑ" انہیں ڈر صرف اس بات کا

ہے۔اس کے علاوہ یہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ان کی عزت ہم پر فرض ہے ہم انشاءاللہ تعالیٰ عزت بھی کریں گے اور احترام بھی کریں گے لیکن وہ ڈر اسی وقت نکلے گا جس طرح میں نے ابتدا میں کہا تھا کہ سچ بولیں ڈر ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! یہاں قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ دھوبی پر ٹیکس لگا ہے، نائی پر ٹیکس لگا ہے تو یہ نیا ٹیکس نہیں ہے۔ یہ پرانا ٹیکس چلا آرہا تھا ماضی میں گزشتہ سال یہ ٹیکس 16 فیصد تھا اس کو موجودہ حکومت نے کم کرکے پانچ فیصد کرنے کی تجویز دی ہے۔ ہم نے تجویز دی ہے منظوری نہیں دی ابھی اس کی منظوری آپ نے دینی ہے۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ دیکھیں گے کہ اس کا financial impact آئے گا اور اس کا مناسب وقت پر فیصلہ کریں گے۔

جناب سپیکر! یہاں مرکز کے حوالے سے بات کرتے ہوئے پٹرول، ڈیزل اور گیس کی بات کی گئی۔ اس حوالے سے مرکز والے جانیں اور یہ جانیں یہ وہاں پر کوئی بات کریں گے تو ان کو وہاں سے کوئی جواب مل جائے گا۔

جناب سپیکر! تجاوزات کے حوالے سے محترم قائد حزب اختلاف نے بات کی۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ درست ہے کہ ہم نے تجاوزات کے خلاف آپریشن کیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ تجاوزات کیوں ہوئی تھیں اور کس نے کروائی تھیں۔ میں صرف ایک مثال دینا چاہتا ہوں باقی تجاوزات کی بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! میں صرف پٹرول پمپس کی بات کرتا ہوں کہ جو پٹرول پمپ آپ نے پانچ پانچ ہزار روپے ماہانہ کرائے پر دیئے ہوئے تھے ہم نے کروڑوں روپے میں نیلام کئے ہیں۔ جس سے صوبے کے وسائل میں کروڑوں روپے کا اضافہ ہوا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کے وسائل کو پتا نہیں کس کی جاگیر سمجھ لیا گیا تھا کہ جی جس کو مرضی جو کچھ مرضی الاٹ کر دیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا اور اس صوبے کو جس بے دردی کے ساتھ لوٹا گیا اس کا جواب بالآخر دینا پڑنا تھا۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے حوالے سے میں یہاں ذکر کرنا چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب کے ساتھ ایک واردات ہوتی رہی ہے جیسا کہ ابھی قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ جنوبی پنجاب کے لئے 635۔ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ رکھا گیا لیکن expenditure 60 percent ہوا

جو کہ 411۔ارب روپے بنتے ہیں۔ ہمارا آٹھ ماہ کا دور دیکھ لیں انہوں نے 60 فیصد خرچ کیا تھا لیکن ہم نے 90 فیصد خرچ کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ جنوبی پنجاب کے ساتھ واردات یہ کرتے تھے کہ اربوں روپے زیادہ رکھ لیتے تھے اور figures بڑھا چڑھا کر پیش کرتے تھے تاکہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ ہم نے پیسے بڑھا دیئے ہیں لیکن خرچ اپنی مرضی کے ساتھ کرتے تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ figures realistic نہیں ہوتے تھے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جانے والی گورنمنٹ کو اس بات کا اندازہ تھا کہ ان کی گورنمنٹ ختم ہو رہی ہے لہٰذا اربوں روپے وہ ایسے منصوبوں کے ساتھ commit کر کے گئے جو میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور پر بھی viable منصوبے نہیں تھے لیکن بد دیانتی اس بات کی ہے کہ ان منصوبوں پر رقم commit کی گئی جیسا کہ میٹرو بس کے بعد اورنج ٹرین وہ دوسرا تحفہ پنجاب کی عوام کو دیا گیا جو ہم دیکھ رہے ہیں کہ پنجاب کی عوام کی نسلوں کو بھی گروی رکھنے کا ایک پروگرام ہے۔

جناب سپیکر! میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان منصوبوں کو viable بنائے تاکہ کم از کم پنجاب کی عوام پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔

جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا کہ قائد حزب اختلاف صرف ایک justification دے دیتے کہ پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ کو مکمل کیوں نہیں کیا گیا اور صرف یہ justification دے دیتے کہ Murree Bulk Water Supply Scheme کو کیوں wind up کیا گیا؟

جناب سپیکر! افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کی 2۔ارب 90 کروڑ روپے کی سکیم کو ایک ایم این اے کے کہنے پر cap کیا گیا جس کا اس صوبے کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں تھا لیکن اگر صوبے کا کوئی ذمہ دار شخص اس کو cap کرواتا تو ہم آج اس کا گریبان پکڑ سکتے تھے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اسی طرح میو ہسپتال سرجیکل ٹاور، وزیر آباد ہسپتال اور ڈینٹل کالج ان سب منصوبوں کے لئے آپ نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ میں جناب عمران خان نے کمیشن announce

کیا ہے جو ان کے پیٹ میں سے پیسے نکالے گا اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ اس صوبے میں بھی کمیشن بنایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جو اس بات کا فیصلہ کرے کہ یہ بدنیتی پر مبنی فیصلے کیوں کئے گئے اور ان فیصلوں کے نتیجے میں اربوں روپے کا نقصان پنجاب حکومت کا کیوں ہوا لہٰذا یہ کمیشن بننا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنی پارلیمانی پارٹی میں اس مسئلے کو لے کر آئیں گے اس کے لئے approval لیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب میں بھی اسی قسم کا ایک کمیشن بنے گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے بات کی گئی کہ اداروں کو ختم کر دیا گیا ہے تو بالکل ہم نے اداروں کو ختم کیا کیونکہ اسی اسمبلی نے ایک نیا قانون پاس کیا اس نئے قانون کے تحت ہم نے انتخابات کروانے ہیں لیکن آج میرے انتہائی قابل احترام قائد حزب اختلاف جس درد سے بلدیاتی اداروں کی بات کر رہے تھے ان کے اپنے دور 2013 میں قانون پاس ہوا 2015 میں الیکشن ہوئے اور 2017 میں جا کر ان سے حلف لیا گیا یہ آپ کی commitment تھی لوکل گورنمنٹ کے اداروں کے ساتھ۔ یہ نئی commitment نہیں بلکہ یہ آپ کی commitment تھی اور آج آپ انہی بلدیاتی اداروں کے وکیل بنے ہوئے ہیں جو کہ بے چارے دو سال تک آپ کی راہ تکتے رہے کہ آپ انہیں اجازت دیں تاکہ وہ حلف اُٹھا سکیں تو اس بات کا کیا جواز بنتا ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کی گئی جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ جنوبی پنجاب۔۔۔

جناب سپیکر: اب اپوزیشن ممبران بھی حوصلے کے ساتھ بات سنیں کیونکہ انہوں نے بھی آپ کی بات حوصلے کے ساتھ سنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے فنڈز نہیں رکھے گئے۔ یہ جنوبی پنجاب کے ساتھ واردات یہ کرتے تھے کہ جنوبی پنجاب کے لئے اربوں روپے بجٹ میں رکھ لئے لیتے تھے لیکن وہ اربوں روپے

جنوبی پنجاب پر خرچ نہیں ہوتے تھے ان روپوں کو بعد میں divert and reappropriate کر دیا جاتا تھا۔

جناب سپیکر! یہ پہلی مرتبہ پنجاب میں ہو رہا ہے کہ پنجاب کابینہ نے اس بات کی منظوری دی ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے جو رقم allocate کی جائے گی وہ رقم کسی دوسرے منصوبے پر reappropriate نہیں ہو سکے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری commitment جنوبی پنجاب کے ساتھ ہے کہ جو کچھ ہم ان کو دینے کے لئے جا رہے ہیں ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ وہ جنوبی پنجاب پر ہی خرچ ہو۔

جناب سپیکر! میں مزید یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ اس صوبے کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے لہٰذا ملک و صوبے اس طرح سے ترقی نہیں کرتے لہٰذا ملک و صوبے کے لئے جن خیالات اور درد کا اظہار کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ کاش ہم اپنے دور میں بھی اس پر عملدرآمد کرتے۔ موجودہ گورنمنٹ کی صرف یہ پالیسی ہے کہ ہم نے اس صوبے کے لئے انہی منصوبوں کو آگے لے کر چلنا ہے وہی پالیسیاں دینی ہیں جو کہ sustainable ہوں، وہی initiatives لے کر آنے ہیں جو کہ sustainable ہوں۔

جناب سپیکر! ہم نے یہ نہیں کرنا جس طرح ابھی کہا جا رہا تھا کہ یہ بھی ہو گیا ہے اور وہ بھی ہو گیا ہے، یہ بھی کیا اور وہ بھی کیا ہے کیونکہ ہم نے یہاں پر سب کچھ دیکھا ہوا ہے، ہم نے یہاں سستی روٹی، مکینیکل تندور، صاف پانی اور 56 کمپنیوں کا حشر بھی دیکھا ہے تو ہم نے پھر وہی کام نہیں کرنا ہے جو حشر پہلے ہوا ہے۔ یہاں پر یہ مثال ہے کہ "پلے نئی دھیلا، تے کر دی میلہ میلہ"

جناب سپیکر! مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ہم کس بات پر اتراتے ہیں کیا اس صوبے کی عوام بھول گئی ہے کہ پچھلے دس سالوں کے دوران ان کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ اگر آج کوئی sustainable initiatives کی بات ہو، عوام کے مفاد کی بات ہو تو عوام خود اس کی محافظ ہوتی ہے لہٰذا عوام پھر اس کو تبدیل نہیں کرنے دیتی۔ اگر ان کے دور میں کوئی sustainable initiative رہا ہوتا تو آج شاید گورنمنٹ اس کو تبدیل نہ کر سکتی تھی۔

جناب سپیکر! آپ کے دور کا sustainable initiative 1122 تھا تو کیا کوئی اس کو ختم کرنے کی جرأت کر سکتا ہے، کیا اس کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی، بالکل اس کو پچھلے دس سالوں کے دوران ختم کرنے کی کوشش کی گئی اور ریسکیو 1122 کے ملازمین کو ایک ایک ٹکے کے لئے مجبور کیا گیا ہے ان کا پٹرول بند کیا گیا ہے لیکن صرف اس وجہ سے اس ادارے کو ختم نہیں کیا جا سکا کیونکہ یہ عوام کا منصوبہ تھا اور عوامی مفاد کے لئے منصوبہ تھا لہٰذا اسی وجہ سے کوئی اس کو ختم کرنے کی جرأت نہیں کر سکا؟

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم یورپ اور پوری دنیا کی مثالیں دیتے ہیں لیکن ہمیں اپنے معروضی حالات کو دیکھنا پڑتا ہے۔ ہم نے اپنے معروضی حالات کے تحت اپنے فیصلے کرنے ہیں کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے، ہم نے اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلے کرنے ہیں۔ ہم نے تو کوئی بڑا نعرہ لگانا ہے اور نہ ہی ہم نے کوئی بہت بڑا بول بولنا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات سے صرف یہ دعا کرتے ہیں کہ جو وعدے ہم عوام کے ساتھ کر کے آئے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان وعدوں پر پورا اتر سکیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج سب سے بڑا وعدہ یہ ہے کہ کچھ بھی ہو جائے ہم اپنے اس وعدے سے علیحدہ نہیں ہوں گے کہ ہم نے اس ملک کی لوٹی ہوئی دولت کی ایک ایک پائی کو اس ملک میں واپس لے کر آنا ہے۔ ہمارا کسی کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں ہے آج بھی تمام لوگ ہمارے لئے قابل احترام ہیں اس خزانے کے پیسے خزانے میں ڈالیں ہمارے لئے وہ محترم ہیں ہم ان کو salute بھی کریں گے اور سلام بھی کریں گے لیکن جو اس خزانے کو لوٹے گا اُس کا احتساب پاکستان تحریک انصاف اور جناب عمران خان کے وژن کا عکاس ہے لہٰذا ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ اُس پر کام کرنا ہے۔ جب بجٹ کی discussion کو wind up کیا جائے گا۔ تب ہمارے وزیر خزانہ بات کریں گے لیکن اِس وقت ایوان میں موجود تمام ممبران جنہوں نے خیالات کا اظہار کرنا ہے میں اُن سے اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا مفروضوں پر بات مت کریں، حقائق کو مدنظر رکھیں اور سچ بولیں۔ اگر سچ بولیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے سامنے سب کچھ آ جائے گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، پیپلز پارٹی کی طرف سے سید حسن مرتضیٰ بات کریں گے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد افضل بول لیں۔

جناب محمد افضل:

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ2019-20 پر بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعظم پاکستان جناب عمران خان، وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار اور وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے معاشی بحران کے حالات میں اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ وہ قابل تعریف اس لئے ہیں کیونکہ ملک کی اس وقت کی معاشی صورتحال کو دیکھیں تو اس سے بہتر تجاویز معیشت کو سنبھالنے کے لئے نہیں دی جاسکتیں۔

جناب سپیکر! گزشتہ سال کی صورتحال کچھ اور تھی لیکن اس سال جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کی ذمہ دار حکومت ہے اور انشاءاللہ حکومت نے جو وعدے کئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں امید کرتا ہوں کہ ان مقاصد کو پورا کرنے میں یہ کامیاب ہوں گے۔ گزشتہ حکومت نے جو کچھ کیا ہم اُس کے نتائج بھگت رہے ہیں لیکن ہم قوم کی تقدیر بدلنے کے لئے جو کریں گے انشاءاللہ اس کا اثر آنے والی حکومت، آنے والی نسلوں، آنے والی معیشت اور پاکستان پر پڑے گا۔

جناب سپیکر! میں حکومت کی طرف سے اپوزیشن اور سب سے یہ کہوں گا کہ آیئے ہم سب مل کر ایک اچھا معاشرہ اور اچھا پاکستان بنائیں تاکہ ہم سب کے بچے پاکستان میں خوشی، سکون اور آرام کی زندگی بسر کر سکیں۔ اگر ہم نے اچھا مستقبل نہ بنایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے بچوں سے کوئی محبت نہیں ہے۔ ہمیں مل کر مشکل فیصلے کر کے اور تکلیف اُٹھا کر اپنا اور اپنے بچوں کا مستقبل خوشحال کرنا چاہئے۔

میں بھی اسی دَور کا سہا ہوا انسان
تھوڑے تبسم کی ضرورت ہے مجھے بھی

جناب سپیکر! میں اس ایوان میں حکومتی اور اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے ممبران سے کہوں گا کہ ہم سب سے پہلے پاکستانی اور مسلمان ہیں، ہم اپنے بچوں کے امین ہیں اور قوم ہماری طرف دیکھتی ہے لہٰذا ہم سب کا فرض ہے کہ ہم مل جُل کر بیٹھ کر کوشش کریں کہ ملک کا اچھا مستقبل بنائیں۔ ہم سوچیں کہ قوم کے لئے ہم کیا بن چکے ہیں لیکن ہمیں ایک دوسرے پر الزام نہیں لگانا چاہئے بلکہ ہم سب کو اپنے اپنے کردار میں رہتے ہوئے اپنے افکار اور قوم کے لئے مساوی ہونا چاہئے۔ ہمیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی بجائے وہ بجٹ تجاویز دینی چاہئیں اور وہ مسائل دیکھنے چاہئیں جو قوم کو اِس وقت درپیش ہیں۔ ہم سب کو ماضی کا حصہ بننے کی بجائے مستقبل کا سوچنا چاہئے۔ اس مقروض قوم کو قرضوں سے آزاد کرنے کے لئے ایک ہونا چاہئے، ہم سب کو ماضی کی غلطیوں سے سیکھنا چاہئے، پاکستان کی سالمیت پر ہمارا اتفاق ہونا چاہئے، قانون اور انصاف کی بالادستی پر اتفاق ہونا چاہئے، کرپشن، ذخیرہ اندوزی، رشوت اور استحصال کے خلاف لڑنے پر ہمارا اتفاق ہونا چاہئے۔ ایک مظلوم حوا کی بیٹی بے بسی پر جب آنسو بہاتی ہے تو اس کے قصوروار ہم ہیں اور اگر کوئی ماں اپنے بچوں کو بھوکا سُلاتی ہے تو اس کے قصوروار بھی ہم ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ میں جتنا ترجیحات کا مسئلہ اہم ہے وہاں اس بجٹ کو خرچ کرنے کا طریق کار اور اس کے لئے موجود قوانین کا ہونا بھی اتنا ہی اہم ہے۔ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی بجائے بجٹ اور بجٹ کے درست استعمال پر تجاویز دینی چاہئیں تاکہ اس بجٹ کا استعمال صحیح ہو۔ بجٹ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے لوگوں کی منصفانہ تقسیم کا عکاس ہے مگر میں پنجاب کی تاریخی اور جغرافیائی صورتحال کے پیشِ نظر اپنے کچھ تحفظات بیان کرنا چاہتا ہوں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ قومیں اختلاف کا شکار اُس وقت ہوتی ہیں جب ایک طبقے اور علاقے کے لوگوں کا ہم استحصال کرتے ہیں اور اُن کو صحیح حق نہیں ملتا۔ شمالی پنجاب اور لاہور کو دیکھیں تو وہ ترقی پذیر سے ترقی یافتہ ہو گیا ہے لیکن جنوبی پنجاب کو دیکھیں تو وہ پسماندگی کی طرف گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ماضی میں نہیں جانا چاہتا یا کسی پر الزام نہیں لگانا چاہتا لیکن اس علاقائی فرق کا احساس ضرور دلانا چاہتا ہوں۔ میرا تعلق بہاولپور سے ہے اور پسماندہ تحصیل منڈی یزمان ہے جہاں پر بنیادی سہولتیں یعنی صاف پانی نہیں ہے، صنعتی ترقی نہیں ہے، بے روزگاری میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور مناسب انفراسٹرکچر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں الحمدللہ 2002 سے لگاتار آرہا ہوں تو ہمارے علاقے میں جو ترقی ہوئی ہے وہ آپ کے دَور 2002 سے ہوئی ہے۔ 2008 سے لے کر 2018 تک دس سال میں اپوزیشن میں رہا ہوں لیکن دس سال میں میرے حلقے پر ایک روپیہ بھی لگا ہو تو بتادیں حتیٰ کہ میرے مخالف کو بھی پیسے نہیں ملے۔ میری التجا ہے کہ مجبور کو اتنا محکوم نہ بنائیں کہ بغاوت پر اُتر آئے اور اپنا حق بلند آواز میں مانگ لے۔

ایسا بھی ایک وقت آئے گا کہ اہل چمن تعظیم کریں گے
جو بھی کہیں گے دیوانے وہ اہل خرد تسلیم کریں گے
اب کے برس ہم اہل چمن اپنا حصہ پورا لیں گے
پھولوں کی تقسیم کریں گے کانٹوں کو تقسیم کریں گے

(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No cross talks please.

جناب محمد افضل: جناب سپیکر! آپ کا سیاست میں بہت تجربہ ہے، پنجاب کے مسائل کو سب سے زیادہ آپ جانتے ہیں اور آپ کے سامنے کوئی تجویز دینا تو ایسے ہی ہے جیسے سورج کو چراغ دکھانا۔ اگر ملک میں امن ہو گا تو ملک ترقی کرے گا اس لئے رشوت خور افسران کو معطل کرنا ہو گا اور نشانِ عبرت بنانا ہو گا کیونکہ اس کے بغیر ملک ترقی نہیں کرے گا۔

اُس دیس میں لگتا ہے عدالت نہیں ہوتی
جس دیس میں انسان کی حفاظت نہیں ہوتی

جناب سپیکر! ہم عوام سے ہزاروں ووٹ لے کر وعدے کر کے آتے ہیں کہ ہم آپ کو بنیادی سہولتیں میسر کریں گے۔ اگر ہم یہ وعدے پورے نہیں کر سکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں علاقے کی نمائندگی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ چونکہ میرا حلقہ مسائل کا گڑھ ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے حکومتِ وقت سے گزارش کروں گا کہ ہمارا جتنا حق اور حصہ بنتا ہے وہ دیا جائے بلکہ وزیر اعلیٰ نے وعدہ بھی کیا ہے تو امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ ہمارا حصہ پورا دیں گے۔ ہمارا علاقے نے جیسے 2002 والے دَور کی طرح ترقی کی تھی دوبارہ وہیں سے انشاء اللہ ترقی شروع ہوگی اور جو بنیادی سہولتیں جہاں پر رُکی تھیں وہیں سے شروع کر کے علاقے کی محرومیوں کو دُور کریں گے۔

جناب سپیکر! میرا حلقہ زیادہ تر چولستان پر مشتمل ہے جہاں آپ کے دور حکومت میں 290 کلومیٹر واٹر سپلائی کی لائنیں بچھائی گئیں، سڑکوں کا جال بچھایا گیا، ہر گاؤں اور بستی کو بجلی فراہم کی گئی لیکن بد قسمتی سے آپ کے دور میں بچھائی گئی پانی کی ان لائنوں کی 2008 سے لے کر آج تک مرمت ہوئی اور نہ ہی انہیں extend کیا گیا۔

جناب سپیکر! پچھلے دور حکومت میں سابقہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف چولستان تشریف لے گئے تو انہوں نے وہاں پر 2۔ ارب روپے کے package کا اعلان کیا کہ واٹر سپلائی کی extension بھی ہوگی اور مرمت بھی ہوگی لیکن بد قسمتی سے وہاں پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! آپ کے دور حکومت میں واٹر سپلائی کی جو لائنیں بچھائی گئی تھیں وہیں پر رُکی ہوئی ہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اب دوبارہ واٹر سپلائی کی سکیمیں extend بھی ہوں گی اور مرمت بھی ہوگی جس سے لوگوں کو صاف پانی میسر آئے گا۔

جناب سپیکر! آپ کے دور حکومت میں ہر چولستانی کو الاٹمنٹ ہوئی تھی جو کہ genuine چولستانی تھا اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں تھی جس نے درخواست دی اسے الاٹمنٹ کی گئی۔ اب 2013 میں درخواستیں لی گئیں اور 2018 گزر گیا لیکن الاٹمنٹ نہیں ہوئی۔ جب الیکشن شروع ہوا تو ایک ایگزیکٹو آرڈر پر تھوڑے سے گاؤں کی قرعہ اندازی ہوئی اور جب الیکشن ختم ہوا تو پتا چلا کہ اس کام کی approval SMBR کی طرف سے ہوئی تھی اور نہ ہی وزیر اعلیٰ کی طرف

سے اب دوبارہ سمری moveہوئی ہے جو کہ SMBR سے ہو کر وزیر اعلیٰ کے پاس کابینہ کی منظوری کے لئے گئی ہے تو میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ اس سمری کو فی الفور کابینہ سے منظور کروائیں تاکہ زمینوں سے محروم چولستانی لوگوں کو ان کی زمینوں کا حق ملے۔

جناب سپیکر!250 کیوسک پانی 2002 میں چولستان کے لئے منظور ہوا جو کہ 2008 تک انہیں ملتا رہا لیکن بد قسمتی سے 2008 کے بعد وہ پانی ختم کر دیا گیا کہ یہ flood channel نہریں ہیں اور آپ لوگوں کا حق نہیں ہے۔ ابھی تک لوگ پانی سے محروم ہیں تو میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ جس طرح 250 کیوسک پانی آپ نے 2002 میں بحال کروایا تھا اسے آپ پھر سے بحال کروائیں گے۔

جناب سپیکر! وہاں پر ایک بہاول کینال ہے جس سے 25 گاؤں سیر اب ہوتے تھے۔ پچھلی حکومت کے آخری دنوں میں ان گاؤں کے موگہ جات بند کر دیئے گئے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ جو موگہ جات sanctions ہیں اور جو genuine الاٹمنٹ ہے انہیں ان کے حق کا پانی دیا جائے۔

جناب سپیکر! آپ کے دور حکومت میں میرے حلقہ میں ہائر سیکنڈری سکول بنے تھے اور بد قسمتی سے اس کے بعد پورے چولستان میں کوئی ہائر سیکنڈری سکول، کوئی بوائز اور گرلز کالج نہیں ہے جو کہ بنیادی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ تعلیم اور صحت بنیادی ضروریات ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ انشاءاللہ ان بنیادی ضروریات کو پورا کریں گے۔

جناب سپیکر! یہی محرومیاں ہیں جن کی وجہ سے بہاولپور کے لوگ اپنا حق مانگتے ہیں۔ جنوبی پنجاب صوبے سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ بنے لیکن ہماری گزارش یہ ہے کہ ہم نیا صوبہ تو مانگ ہی نہیں رہے بلکہ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمارا جو صوبہ تھا اسے reinstate کیا جائے۔ اس حوالے سے میں تھوڑی سی history بتا دوں کہ 1951 میں اس دور کے وزیر اعظم پاکستان جناب لیاقت علی خان اور گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین نے بہاولپور ریاست کو صوبہ کا درجہ دیا۔

جناب سپیکر!1952 میں پہلا الیکشن ہوا جس کے وزیر اعلیٰ وہاں کے مخدوم حسن محمود بنے۔1955 میں "ون یونٹ" قائم ہوا اور صوبہ بہاولپور کو ختم کر دیا گیا۔ 1970 میں یحیٰی خان صاحب نے اپنی حکومت میں "ون یونٹ" توڑا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ بہاولپور کو بطور صوبہ دوبارہ بحال کر دیتے لیکن یہ نہیں ہوا بلکہ بہاولپور صوبہ کو صوبہ پنجاب میں شامل کر دیا گیا۔ نواب صاحب آف بہاولپور نے قیام پاکستان کے وقت سب کچھ پاکستان پر نچھاور کر دیا۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ کو پہلی گاڑی دی اور اپنی ریاست کی فوج پاکستان کے حوالے کی۔ آج امیر ترین ریاست کے لوگ اپنے بچے فروخت کرنے پر مجبور ہیں اور خودکشیاں کرنے پر مجبور ہیں۔ اس خطہ سے جمع ہونے والا ریونیو جو کہ ایک خطیر رقم ہے لیکن اپر پنجاب پر خرچ ہوتی ہے۔ اس خطے کے باسی زیر زمین کڑوا پانی پینے پر مجبور ہیں اور ہیپاٹائٹس بی اور سی جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ دریائے ستلج کو فروخت کر دیا گیا گیا۔ چولستان کا66 لاکھ ایکڑ رقبہ بنجر ہو گیا۔ گندم ہمارے علاقے میں سب سے زیادہ ہوتی تھی لیکن بدقسمتی سے آج ہمارے ہی بچے بھوکے مر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے کچھ نہیں چاہتا صرف ایک ہی مطالبہ ہے کہ ہمارا صوبہ بحال کر دیا جائے جو کہ ہمارا آئینی اور قانونی حق ہے۔ صوبہ جنوبی پنجاب بھی بنائیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور ہم تو صرف اپنا حق مانگتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک نظم آپ کی نذر کرتا ہوں:

نہ جانے کون سے لمحے میں ہم سب مٹی میں مل جائیں
چلو کچھ کام کر جائیں کسی کے کام آ جائیں
کوئی رستہ سمجھا جائیں کوئی بستہ تھما جائیں
کسی کی راہنمائی اور کسی کا گھر بنا جائیں
کہیں فکری ضرورت ہے کہیں عملی ضرورت ہے
نئی فکریں جگا جائیں چلو کچھ کام کر جائیں
ابھی بھی وقت ہے یارو اے علم و فن کے ہرکارو
جو سیکھا ہے سکھا جاؤ جو دیکھا ہے دکھا جاؤ
رسائی سوچ کی اپنی گلی کوچوں میں پھیلاؤ

فروغ نسل کی خاطر ذرا سا وقت دے جاؤ
کوئی تبدیلی لے آئیں چلو کچھ کام کر جائیں
شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ، جی۔ جناب خالد محمود۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ شاہین رضا!

محترمہ شاہین رضا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے یہ کہوں گی کہ اللہ کا نام بڑا ہے اور اللہ کے نام کے حروف بھی بڑے جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میری زندگی ہے، میری موت ہے اور نبی کریمؐ کا ذکر بڑا ہے۔

جناب سپیکر! جب یہاں پر بجٹ پیش ہو رہا تھا تو میری آنکھیں دوسری طرف سے ہونے والی کارروائی پر شرم سے جھک گئیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو پھاڑ کر نیچے پھینک دیا گیا۔ جس پاکستان کا نام ہی مملکت خداداد پاکستان ہے لیکن اس بسم اللہ کی ہمیں قدر نہیں ہے۔ اُس طرف سے کوئی جو مرضی کہے لیکن ہم اپنے "خان" کے وژن، وزیراعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار کی راہنمائی اور آپ کی دانشمندی اور وزیر خزانہ کی کوشش پر یقین رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ پاکستان کی ساری عوام کو ترقی کے دھارے میں لائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم منزلوں کی تلاش میں رہتے ہیں تو مجھے آج آپ کو دیکھ کر ایک شعر یاد آ رہا ہے کہ:

منزل سے آگے بڑھ کر منزل تلاش کر
مل جائے تجھے دریا تو سمندر تلاش کر

جناب سپیکر! ہم تو سمندروں کے خزانے بھی نکالنا چاہتے ہیں اور اس کام پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم قرضہ نہیں لینا چاہتے بلکہ ہم خود کفالت کی طرف جائیں گے۔ ہماری خواتین باہمت ہیں، ہماری خواتین ہم قدم ہیں، ہماری خواتین نئی زندگی کو لے کر اس پاکستان کو ترقی کے نئے دھارے پر لے جائیں گی۔ مجھے شرم نہیں آئی کہ اُس طرف سے کہا گیا کہ خواتین کے لئے کیا گیا ہے؟ میں بتاتی ہوں کہ ہمارے سپیکر صاحب نے عوام کے لئے ریسکیو 1122 بنائی لیکن آپ نے

بیس سالوں میں کچھ نہیں کیا اور ان آٹھ مہینوں میں ہماری حکومت نے بیوہ خواتین جو ٹیکس نہیں دے سکتی تھیں تو ایسی خواتین کو محکمہ ایکسائز سے پراپرٹی ٹیکس کی چھوٹ دی گئی۔

MR SPEAKER: Order in the House. No cross talks please.

دیکھیں جو بیوہ اور یتیموں کے اوپر ٹیکس ختم کرنے کا کریڈٹ واقعی ان کو اس لئے جاتا ہے کہ انہوں نے لازمی یہ ensure کروایا کہ ان کے اوپر ہم نے ٹیکس نہیں لگنے دینا۔ اب پہلے ان کی بات سن لی جائے اُس کے بعد اپنی باری پر اس کا جواب دیا جائے۔ تھوڑا صبر کریں۔

محترمہ شاہین رضا: جناب سپیکر! میں اس سے آگے بتانا چاہتی ہوں کہ یہ سلسلہ یہیں نہیں رُکا معاشرے میں پسی ہوئی خواتین جو طلاق یافتہ تھیں، معاشی اور معاشرتی طور پر اُن کو بھی 12 ہزار 500 کا rebate اور exemption ہماری حکومت نے لے کر دیا ہے ہم نے اس سال میں پوری کوشش کی ہے جس پر آپ کی بھی معاونت رہی، وزیر خزانہ کی بھی اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی راہنمائی میں وزیر اعظم کے وژن کو لے کر یہ کامیابی پنجاب کی تمام خواتین کے لئے کی ہے۔

جناب سپیکر! یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ یہ آپ کو بتائیں کہ یہ کامیابی اتنی جلدی ہو گئی اور 25 سال کی خاتون جس کی شادی نہیں ہوئی اور جو یتیم ہے یہ پہلے صرف 18 سال کی عمر تک تھا اب ہم نے اُس کو بھی exemption لے کر دی اور یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ Appreciation تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے میں اس کو آگے بڑھاتے ہوئے بات کروں گی کہ یہ جو ہمارا بجٹ 20-2019 ہے یہ عوام الناس کی خواہشات اور امنگوں کے مطابق ہے کہ قرضہ نہ لو خود کفالت کی طرف جاؤ، جتنے وسائل ہیں اُتنے مسائل کو حل کر لو، یہی ایک اچھی حکمت عملی ہے، یہی ایک مخصوص پلاننگ ہے جو کہ ہمارے وزیر خزانہ نے واقعی ہی بڑی محنت سے آپ کی راہنمائی میں کی اور آپ کی دانشمندی سے ہم نے آگے بڑھنا ہے۔ یہاں بولنے کا ہمیں آپ حوصلہ دیتے ہیں۔ ہم انشاءاللہ پاکستان کو آگے لے کر جائیں گے۔

جناب سپیکر! اب میں اس سے آگے بات کرتی ہوں کہ ہمارے بجٹ کی ترجیحات کیا تھیں؟ پہلا نمبر سوشل پروٹیکشن جو پسا ہوا طبقہ ہے اُس کو تحفظ دینا ہے۔ دوسرا نمبر ہیومن ڈویلپمنٹ یعنی وسائل کے مطابق انسانی ترقی، تیسرا نمبر ہماری Regional Equalization یعنی یکساں علاقائی ترقی ہو، یہ نہیں ہے کہ آج اِدھر لاہور میں ترقی ہو رہی ہے تو جنوبی پنجاب پیچھے رہ جائے،

جنوبی پنجاب کو اس بجٹ میں 35 فیصد حصہ دیا گیا ہے۔ یہ ہماری گورنمنٹ کی بہت بڑی کاوش تھی کہ وہ لوگ جو محروم رہ گئے تھے اُن کو بھی ترقی کے دھارے میں لایا گیا۔

جناب سپیکر! میں بتانا چاہتی ہوں کی 20-2019 کا بجٹ 2300۔ ارب کا ہے اُس میں ترقیاتی بجٹ 350۔ ارب ہے۔ یہ حقیقی بجٹ ہے یہ اعداد و شمار کا ہیر پھیر نہیں ہے جو پہلے کیا جاتا تھا۔ یہ حقیقی بجٹ ہے اور انشاءاللہ جو ہمارے پراجیکٹ ہوں گے لوگ اُس سے مستفید بھی ہوں گے اور beneficiary بھی ہوں گے۔

جناب سپیکر! اب میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں اپنے گوجرانوالہ ڈویژن میں ہر جگہ جا کر سوشل سروسز دیتی ہوں۔

جناب سپیکر! جو آپ نے کارڈیالوجی ہسپتال بنایا تھا جس کی آپ نے 200 بیڈ کی بنیاد رکھی۔ انہیں پتا نہیں کیا ہوا انہوں نے اُس کو مکمل نہیں کیا لیکن ہماری حکومت نے باہمت ہو کر اس کو 100 بیڈ سے اس ہسپتال کو چلا دیا ہے اور anesthesia بھی لگا دیا ہے اور بہت بڑی تعداد میں وہاں پر انجیو گرافی شروع ہو گئی۔ یہ کام ان آٹھ ماہ میں ہوا ہے کام کریں تو اس طرح کرتے ہیں۔ "ڈھونڈنے نکلو گے اور پا بھی سکو گے اس ترقی کی راہ میں ایسے لوگ" اور میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ 48 کروڑ روپے میں ہم نے public participation پر خود اپنی طرف سے آج گوجرانوالہ میں ذہنی معذور بچوں کے لئے عمارت بنا کر دی اور وہ کام کرنا بھی شروع ہو گئی ہے اور یہ پاکستان میں جناب عمران خان کا وژن تھا کہ رُکنا نہیں ہے لوگوں کو لے کر motivate کر کے آگے بڑھ جاؤ۔ ابھی تو بجٹ آنا ہے، ابھی تو ترقی اور ہونی ہے، ہم رُکنے والے نہیں ہیں۔ شیخوپورہ روڈ کے بھی پیسے گوجرانوالہ کی پبلک ادا کرے گی اور وہ روڈ موٹروے سے مل جائے گی۔ ہم نے قرضہ نہیں لینا، ہم نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! اچھا ہے اُدھر سے باتیں ہوتی ہیں مجھے حوصلہ ہوتا ہے میں اس سے آگے بڑھ کر کہتی ہوں۔ پچھلے مالی سال کی نسبت 47 فیصد زیادہ ہے، 350۔ ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ۔ صحت پر جو ہمارے وزیر خزانہ نے بجٹ دیا ہے 20 فیصد پہلے سے زیادہ ہے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اچھے اچھے ہسپتال بنیں گے اگر میٹرو اور اورنج نہ بنتی تو 40 ایسے ہسپتال بنتے اور ہمارے

لوگ جو بیماری میں تڑپتے ہیں اُنہیں سروس ملتی جو بہت بڑا کام تھا لیکن کوئی بات نہیں ہم آگے بڑھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہماری حکومت صنعت، زراعت میں عورت کو نہیں بھولی، عورت کو gender disparity نہیں دی اور عورت کو gender balance دیا ہے۔ ایگریکلچر میں خواتین کو بھی وہی حصہ ملے گا کیونکہ یہاں پر بھی خواتین ممبرز بیٹھی ہوئی ہیں وہ بھی اُتنا ہی ٹیکس دیتی ہیں جتنا مرد دیتا ہے۔ بے سہارا افراد کے لئے پناہ گاہیں بنائی گئیں۔ "احساس" پروگرام شروع کیا گیا۔ پاکستان میں اور پنجاب میں "باہمت بزرگ پروگرام" باعزت بزرگ یہ کتنا بڑا نام ہے۔ ہم دو دو، چار چار ہزار روپے پکڑاتے ہیں لیکن اُن کو عزت نہیں دیتے اس سے ہمارے ایک لاکھ 50 ہزار لوگ مستفید ہوں گے اور اس سے بھی زیادہ آگے میں بتاتی ہوں ان کو ماہانہ 2 ہزار روپے بھی ملیں گے۔ "ہم قدم" پروگرام، میں وزیر اعلیٰ کا، آپ کا اور وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ میں گوجرانوالہ کو ماڈل ایریا بنانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے وہاں 436 خواتین نکالی اور اُن کو رجسٹرڈ کیا، فی الفور وہاں پر "ہم قدم" سے اُنہیں کل چیک تقسیم کر دیئے گئے، ہم دروازے کے اوپر دینے جا رہے ہیں۔ کل خواتین کی میٹنگ میں یہ ہوا تھا۔ "سرپرست پروگرام" میں یتیم بچوں، بیواؤں کو 2 ہزار روپے دیئے جائیں گے اُن کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے۔ خواجہ سراء کو کبھی اس ترقی کے دھارے میں انسان نہیں سمجھا جاتا تھا اُن کے لئے بھی ہماری پنجاب حکومت نے 20 کروڑ روپے رکھے ہیں وہ بھی عزت کے قابل ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری سائیڈ سے بھی تالی کی آواز آ رہی ہے بہت شکریہ۔ اس پروگرام کا نام "مساوات" رکھا گیا ہے۔ "نئی زندگی پروگرام" جو خواتین کے اوپر تیزاب پھینک دیا جاتا ہے جو اُن کے چہرے خراب ہو جاتے ہیں اُن کے لئے بھی 10 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی حکومت کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ وہ ہر اُس حصے کے اوپر توجہ دے رہی ہے۔ میں وہ ایک ایک چیز آج گن گن کر بتاؤں گی، خواتین کے لئے 8۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ "خراج شہداء پروگرام" جو ہماری آن ہیں، ہماری شان ہیں وہ زندہ رہتے ہیں تو اس قوم کے

لئے عبادت ہیں، وہ مرتے ہیں تو شہادت ہے، وہ کام کرتے ہیں تو امانت ہیں۔ میری آواز تمام پنجاب میں جائے گی اور انشاء اللہ ہم آگے بڑھتے ہوئے اس کو آگے لے کر جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ شاہین رضا: جناب سپیکر! جہاں آپ نے چھ یونیورسٹیاں announce کی ہیں میں گوجرانوالہ میں "عمران خان یونیورسٹی" کا صرف چارٹر لوں گی، پیسا نہیں لوں گی اور اسے شروع کر کے دکھاؤں گی۔ ہم نے سارے کام مکمل کر لئے ہیں اور اُدھر بیٹھے ہوئے لوگ بھی جانتے ہیں کہ ہم نے تمام کام مکمل کر لئے ہیں۔ میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد عثمان خان بُزدار سے کہا ہے وہ ہمارا یہ کام بھی کریں گے۔

جناب سپیکر! میں نے اپنے حلقے کے ہسپتالوں کے لئے برن یونٹس کی استدعا کی ہے۔ میں یہ بھی کہوں گی کہ یہ بجٹ ترقیاتی بجٹ ہے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب عبدالرؤف مغل!

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد ارشد ملک! کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! میری بڑی ضروری بات ہے مہربانی کر کے سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بات کریں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ایک پالیسی وضع کر دیں کہ ایک ممبر کتنا وقت لے گا۔ یہاں تو unlimited programme چل رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک ممبر کے لئے پانچ منٹ کا ٹائم ہے۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! جتنا ٹائم آج ممبر کو دیا گیا ہے ہم بھی اتنا ہی لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو بھی اتنا ہی ٹائم دیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں جو یہ تقریریں کر رہے ہیں ان تقریروں میں کچھ بھی نہیں ہے۔ انہیں پتا ہی نہیں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد ارشد ملک! آپ تشریف رکھیں، جناب سمیع اللہ خان! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جناب عبدالرؤف مغل!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جب بجٹ سیشن چلتا ہے تو وزیر خزانہ کا یہاں بیٹھنا ضروری ہوتا ہے چاہے کوئی ممبر اِدھر سے بولے یا اُدھر سے بولے وزیر خزانہ تجاویز کو نوٹ کرتے ہیں۔ میں تقریباً بیس منٹ سے دیکھ رہا ہوں کہ وزیر خزانہ چہل قدمی کر رہے ہیں اور جب ہماری معزز خاتون تقریر کر رہی تھیں تو اس وقت وزیر خزانہ موجود نہیں تھے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ بجٹ سیشن سے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سمیع اللہ خان! وزیر خزانہ تجاویز نوٹ کر رہے ہیں اور فنانس سیکرٹری بھی گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میری دوسری بات بھی سن لیں کہ پورے سال میں بجٹ سیشن سے important کوئی اور سیشن نہیں ہوتا۔ چیئر کی رولنگ ہے کہ گیلری میں فنانس سیکرٹری کی موجودگی ضروری ہے۔ جہاں تک نوٹنگ کی بات ہے تو ڈیپارٹمنٹ کے کسی بھی کلرک کو بٹھا دیں وہ نوٹ کرتا رہے گا لیکن اس سے اس ہاؤس کی عزت اور تکریم میں کسی طرح بھی اضافہ نہیں ہوگا اس لئے ہماری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سمیع اللہ خان! آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (مخدوم ہاشم جواں بخت): جناب سپیکر! ان کے جو تحفظات ہیں میں انہیں یہ کہوں گا کہ یہ بالکل فکر نہ کریں ہم ان کی تجاویز کو نوٹ کر رہے ہیں۔ میں لابی میں تھا لیکن یہاں ہمارے پارلیمانی سیکرٹری بھی تشریف فرما ہیں۔ ہم سب ان کی قیمتی آراء کو نوٹ بھی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب عبدالرؤف مغل!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب خلیل طاہر سندھو! نہیں، اگر آپ بات کریں گے تو آپ اپنے ممبر کا ٹائم لیں گے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! یہاں محکمہ فنانس کے لوگ نہیں بیٹھے ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں محکمہ فنانس کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جی، جناب عبدالرؤف مغل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد طاہر پرویز!

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! اگر فنانس سیکرٹری گیلری میں موجود نہیں ہوں گے تو پھر میں کوئی تقریر نہیں کروں گا بلکہ میں اس پر بائیکاٹ کا اعلان کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر منسٹر فنانس بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! چیئر کی طرف سے یہ رولنگ دی گئی تھی کہ متعلقہ محکمے کا سیکرٹری گیلری میں موجود ہو گا اور اس کی موجودگی میں تمام کارروائی چلائی جائے گی۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ منسٹر ضروری ہے یا سیکرٹری ضروری ہے؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! گیلری میں سیکرٹری فنانس کا ہونا بھی ضروری ہے۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! گیلری میں محکمے کا سٹاف بیٹھا ہے اور یہاں وزیر خزانہ بھی تشریف رکھتے ہیں۔ سیکرٹری basically منسٹر کو assist کرنے کے لئے آتا ہے۔ جب یہاں وزیر خزانہ بیٹھے ہیں تو پھر ان کا سیکرٹری کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، یہاں وزیر خزانہ بیٹھے ہیں اور گیلری میں ایڈیشنل فنانس سیکرٹری بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ آپ کی غلط بات ہے This is not the way

وزیر خزانہ (مخدوم ہاشم جواں بخت): جناب سپیکر! اگر ان کو تیاری کے لئے مزید ٹائم چاہئے تو وہ ہم دے دیتے ہیں اور ہم ان کی help بھی کر دیتے ہیں۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! یہ اس ایوان کا تقدس ہے اور اس ہاؤس کا تقدس آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ چیئر کی طرف سے ایک رولنگ ہے اور یہ پہلے سے چل رہا ہے کہ بجٹ سیشن میں فنانس سیکرٹری گیلری میں موجود ہوتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وارث شاد! گیلری میں ایڈیشنل فنانس سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں اور ہاؤس میں وزیر خزانہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! وہ سیکرٹری نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا ایڈیشنل سیکرٹری، سیکرٹری نہیں ہیں؟

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! وہ سیکرٹری نہیں ہے، یہاں ہاؤس میں وزیر خزانہ ہیں آپ ان کو degrade نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں This is very wrong یہاں وزیر خزانہ بیٹھے ہیں، پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہیں اور گیلری میں شیخ اقبال سپیشل سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر آپ اپنی رولنگ واپس لے لیں۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! اسی وجہ سے بیوروکریسی سیاستدانوں کی عزت نہیں کرتی۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں میں ان کی بات کا جواب دیتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب یہاں سپیشل سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں پھر آپ کو اس طرح نہیں کرنا چاہئے آپ تشریف رکھیں۔ This is very wrong. جی، چودھری ظہیر الدین!

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! ایک تو یہ غلط بیانی کر رہے ہیں کہ چیئر کی طرف سے بجٹ سیشن کے بارے میں رولنگ ہے، وہ رولنگ تو ان دنوں کے بارے میں ہے جب وقفہ سوالات ہوتا ہے۔ اس بجٹ سیشن میں منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں، پارلیمانی سیکرٹری تشریف رکھتے ہیں اور ان کو جو سٹاف required ہوتا ہے وہ انہوں نے منگوانا ہوتا ہے۔ ممبران کا تو سٹاف کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے انہوں نے تو وزیر خزانہ کو تجویز دینی ہے۔

جناب سپیکر! اصل میں ان کی تیاری نہیں ہے اور یہ بالکل بھی prepare ہو کر نہیں آئے اس لئے یہ کہہ رہے ہیں کہ فنانس سیکرٹری نہیں ہوں گے تو ہم تقریر نہیں کریں گے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ جو تقریر نہیں کرنا چاہتا اس کو رہنے دیں۔ (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وارث شاد! چودھری ظہیر الدین نے بات کو clarify کر دیا ہے۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! آپ اپنی رولنگ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وارث شاد! یہاں پر وزیر خزانہ بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ آپ کی تجاویز نوٹ کر رہے ہیں۔ یہ آپ کی بات صحیح نہیں ہے This is not the way آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد وارث شاد: جب چیئر کی طرف سے رولنگ ہے کہ متعلقہ سیکرٹری کا گیلری میں ہونا ضروری ہے تو آج اس پر عمل کیوں نہیں کیا جا رہا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ رولنگ وقفہ سوالات کے بارے میں تھی۔ میری بجٹ کے حوالے سے کوئی رولنگ نہیں ہے اس لئے آپ غلط بیانی نہ کریں آپ بیٹھ جائیں۔ آپ ماحول کو کیوں خراب کر رہے ہیں؟ جی، جناب عبدالرؤف مغل! آپ بات کریں۔ Sorry جناب محمد طاہر پرویز!

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! آپ تو غصے میں نام بھی بھول گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ چیئر کی طرف سے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، جناب محمد طاہر پرویز! آپ کی طرف سے delay ہو رہا ہے میں تو آپ کو پورا ٹائم دینا چاہ رہا ہوں۔ جتنا ٹائم محترمہ نے لیا ہے میں آپ کو اتنا ٹائم ہی دینا چاہ رہا ہوں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ جو چیئر کی طرف سے رولنگ آئی ہے اس کو implement ہونا چاہئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس طرح نہ کیا کریں کہ پھر چیئر کو غصہ آجائے۔ بہر حال آپ بات کریں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! یہ اپوزیشن کی آواز کو دبانے کی کوشش ہے یہاں پر متعلقہ سیکرٹری کا ہونا بہت لازم ہے کیونکہ بجٹ سیشن بہت اہم ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر متعلقہ محکمے کا سیکرٹری یہاں موجود نہیں ہے تو یہ منسٹر صاحب کی کمزوری ہے، اس ہاؤس اور اس چیئر کی کمزوری ہے۔ میرے خیال میں آپ کو یہ رولنگ pass کرنی چاہئے یا پھر آپ یہ رولنگ دے دیں کہ اگر متعلقہ سیکرٹری نہیں ہو گا تو پھر بات ہو سکے گی تاکہ ہم متعلقہ منسٹر کے ہوتے ہوئے ہی بات کر لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد طاہر پرویز! آپ میری رولنگ کو چھوڑیں اور بجٹ پر تقریر کریں، مہربانی کریں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بات ہو چکی ہے آپ اس کو کیوں issue بنا رہے ہیں؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میں آپ سے رولز کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہیں اور گیلری میں سپیشل سیکرٹری فنانس بیٹھے ہوئے ہیں پھر آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! یہاں پر پنجاب اسمبلی کے جو رولز ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا چاہتے ہیں کہ سارے فنانس والے یہاں آکر بیٹھیں؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! آپ Rules of Procedure دیکھ لیں۔۔۔

وزیر خزانہ (مخدوم ہاشم جواں بخت): جناب سپیکر! اگر ان کی تیاری میں فنانس سیکرٹری نے کوئی خاص مدد کرنی ہے تو میں ان کو طلب کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، جناب محمد طاہر پرویز! اب آپ بجٹ پر بات کریں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اسمبلی میں سالانہ بجٹ 20-2019 پیش کیا گیا جس میں عوام کو گمراہ کرنے کے لئے محض اعداد و شمار کا من گھڑت مجموعہ پیش کیا گیا جو موجودہ حقائق کے برعکس ہے۔ اس بجٹ میں اپوزیشن کے ongoing پراجیکٹس کو شامل نہیں کیا گیا ہے بلکہ جو ہار گئے تھے ان کو facilitate کرنے کے لئے سیاسی رشوت دی گئی۔ اس طرح اپوزیشن کے جیتے ہوئے نمائندوں کو سیاسی چپقلش کی بناء پر نظر انداز کیا گیا اور یہ موجودہ حکومت کے لئے انتہائی شرمناک بات ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس selected حکومت نے جو ترقیاتی پروگرام بنائے ہیں وہ بھی selected ہیں اور کھلاڑی نمائندوں کو گھناؤنے کھیل کے نام پر کروڑوں روپے کے فنڈز سیاسی رشوت کے طور پر فراہم کئے جانے کی ایک بھونڈی کوشش ہے جو کہ کسی بھی باوقار قوم کو زیب نہیں دیتا۔ اس بجٹ میں جو ترقیاتی پروگرام رکھے گئے ہیں وہ fact based نہ ہیں اور اس بجٹ کے حجم کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے۔ موجودہ حکومت کا بجٹ اعداد و شمار کا ہیر پھیر ہے اور اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس بجٹ میں حکومت نے ہائر ایجوکیشن کے لئے صرف 2۔ ارب روپے کے فنڈز مختص کئے ہیں جبکہ پچھلے سال 5۔ ارب روپے رکھے گئے تھے جو اس سے 3۔ ارب روپے کم ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں رہنے والے پڑھے لکھے نوجوانوں کے ساتھ بہت بڑا دھوکا کیا گیا ہے۔ پہلے ہی صوبہ میں ہر سال 630 پی ایچ ڈی رُل رہے ہیں جو ہر سال پی ایچ ڈی کرتے ہیں ان کی تعداد 630 ہوتی ہے۔ اگر ان کا انٹرن شپ پروگرام شروع کر دیا جائے تو صرف ایک ڈویژن میں 15 ہزار نوکریاں ہوں گی۔ بے روزگاری عروج پر ہے لیکن یہ حکومت بے روزگاری کے باعث نئی نسل کو خودکشیاں کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں حکومت نے زراعت کی ترقی کے لئے صرف 7۔ ارب 85 کروڑ روپے مختص کئے ہیں جبکہ میاں محمد شہباز شریف کی حکومت نے اپنے دور میں زراعت، جنگلات و ماہی پروری کے لئے 140۔ ارب 50 کروڑ روپے رکھے تھے۔ موجودہ حکومت نے کسان دوستی کے نام پر کسانوں کے حقوق بھی غصب کر لئے ہیں اور جس کی وجہ سے آج آپ دیکھیں کہ

کسان سڑکوں پر احتجاج کرنے پر مجبور ہیں۔ اس بجٹ میں حکومت نے فلاحی منصوبوں کے پروگرام میں بجٹ کا تخمینہ کم کر دیا جس کی مثال ریسکیو1122 ہے حکومت نے اس کا بجٹ کم کر کے 80 کروڑ روپے کر دیا ہے جس کی وجہ سے ریسکیو1122 کی انتظامیہ شدید مالی مشکلات کا شکار نظر آ رہی ہے۔ اس حکومت نے گیس اور بجلی کے بلوں میں ہوشربا اضافہ کر دیا۔ گریڈ 1 کے ملازم کی ماہانہ تنخواہ 20ہزار روپے ہے اور اس 20ہزار روپے میں اس کے گھر کا بجٹ بنانا ایک انتہائی ناممکن کام ہے۔ بچوں کی تعلیم اور صحت کی سہولتیں، کچن کے اخراجات پورے کرنا کسی بھی طرح ممکن نہیں۔ اگر سرکاری ملازم کے تین بچے بھی ہیں تو یہ تمام اخراجات اور مکان کا کرایہ دینا اس تنخواہ سے ناممکن ہے تو میری استدعا ہے کہ حکومت ہوش کے ناخن لے اور ان سب چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بجٹ بنائے۔

جناب سپیکر! اس حکومت نے سرکاری ملازمین کے تنخواہوں میں اضافہ صرف اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مترادف کیا ہے بلکہ ٹیکس کی شرح بڑھا کر 24 فیصد سے لے کر 35 فیصد تک انکم ٹیکس کی مد میں واپس لے لیا ہے جو کہ 10 فیصد اور 5 فیصد اضافہ انکم ٹیکس کی نذر ہو گیا ہے۔ سرکاری ملازمین کے ساتھ ایک سراسر دھوکا کیا گیا ہے اور ان کی تنخواہ پر ڈاکا سے یہ بات کم نہ ہے۔ اس حکومت کی ناقص پالیسیوں کے باعث ملکی معیشت کا دیوالہ نکل چکا ہے اور ڈالر کی قیمت انتہائی اونچی سطح پر ہے جس سے ہر چیز مہنگی ہو گئی ہے اور حکومت مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو گئی ہے۔ جنرل سٹور کی تمام اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا ہے اور ادویات کی قیمتوں میں پہلے ہی کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ دنیا بھر میں اشیاء کی قیمتوں کو طلب اور رسد سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ترقی پذیر ممالک جن میں بھارت، بنگلہ دیش اور سری لنکا جیسے ممالک ہیں ان میں اشیاء کی قیمتوں کو حکومت کنٹرول کرتی ہے لیکن پاکستان میں حکومت اشیاء کی قیمتوں کو کنٹرول نہ صرف کرنے میں ناکام ہوئی ہے بلکہ مہنگائی مافیا کے ہاتھوں یرغمال بن چکی ہے۔ اس حکومت نے غریب عوام کو سہولت دینے کی بجائے ان کی سستی ترین سفری سہولت پر سبسڈی ختم کر کے میٹرو بس کا کرایہ بڑھا دیا ہے۔ میٹرو بس کا کرایہ بڑھانا حکومت کی بوکھلاہٹ کا منہ بولتا ثبوت ہے جو غریب عوام پہلے مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں جس کے گھر کا بجٹ بنانا مشکل ہو چکا ہے۔ پہلے اخراجات

پورے نہیں ہو رہے اور کرایہ بڑھا کر ان کی زندگی مزید اجیرن بنادی گئی ہے جو غریب آدمی کے لئے ایک عذاب سے کم نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد طاہر پرویز! wind up کر لیں۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! ٹائم اتنا دیں جتنا پہلے چل رہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد ارشد ملک! آپ ٹائم کیوں ضائع کرتے ہیں۔ آپ بیٹھ جائیں ان کو بات کرنے دیں۔ جناب محمد طاہر پرویز! آپ بات کریں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! اس حکومت کے آتے ہی صوبہ بھر میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے دن دہاڑے اغواء اور ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافہ ہو گیا جس میں صرف غریب لوگ متاثر ہوئے ہیں کیونکہ امیر کے پاس اسلحہ، گارڈ اور چار دیواریاں ہیں لیکن غریب لوگوں کو اغواء کیا جاتا ہے اور ان سے تاوان لیا جاتا ہے۔ گینگ ریپ اور خواتین سے زیادتی کے کیسوں میں اضافہ ہوا ہے جس کو حکومت روکنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ بااثر مجرموں کی حکومت خود سرپرستی کرتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ یہ حکومت عوام دوست بجٹ پیش کرنے میں یکسر ناکام ہو چکی ہے، ٹیکسوں کی بھرمار کر دی ہے، سرکاری ملازمین کا نوالہ چھین لیا گیا ہے۔ پٹرول، گیس اور بجلی کے ریٹ بڑھنے سے نہ صرف ملک کی معیشت کا پہیہ رُک گیا ہے بلکہ غریب آدمی کا چولہا بھی بند ہو گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمد طاہر پرویز! شکریہ۔ میں آپ کی انفارمیشن میں تھوڑا سا اضافہ کر دوں۔

With the permission of Speaker a member may not read his speech but may refresh the memory by reference to his notes.

میں نے آپ کو permission دی ہوئی ہے۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میں نے مکمل تقریر دیکھ کر نہیں پڑھی، جو points لکھے ہوئے تھے وہ میں نے آپ اور ہاؤس کی خدمت میں گوش گزار کئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! آپ بات کریں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! انٹرنیشنل سروے کے مطابق جو پنجاب کے ترقیاتی۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے آپ کا ٹائم پورا ہو چکا ہے۔ چلیں! half a minute بات کر لیں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! جب ادھر سے لوگ تقریر کرنے لگتے ہیں تو وہاں پر ٹائم نہیں دیکھا جاتا لیکن ہماری باری پر بار بار bells بجائی جاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چیئر پر ابھی آیا ہوں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میں ذکر کر رہا تھا کہ انٹرنیشنل سروے کے مطابق جو ترقیاتی ہدف تھا وہ پنجاب کا پورا نہ ہو سکا لیکن کیا surety ہے کہ جو موجودہ بجٹ وزیر خزانہ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے اس بجٹ کو یہ utilize کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ اسی طرح جو صحت کا بجٹ تھا اس میں جو ہیپاٹائٹس سی کی kits لینے کے لئے جو پچھلے سال بجٹ رکھا گیا تھا اس کو بھی utilize نہیں کیا گیا بلکہ وہ پیسے lapse ہوئے۔

جناب سپیکر! کیا وزیر خزانہ یہاں ہاؤس کو یہ ensure کریں گے کہ وہ تمام کے تمام پیسے utilize کئے جائیں گے اور لوگوں کو PCR کی فری kits فراہم کی جائیں گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! شکریہ۔ محترمہ نیلم حیات ملک!

محترمہ نیلم حیات ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت اور ان کی ٹیم کو اتنا خوبصورت اور عوام دوست بجٹ تیار کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یہ بجٹ عوام کی ضروریات کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ بجٹ کی جو main تین ترجیحات ہیں جن پر بجٹ depend کر رہا ہے۔ مثلاً سوشل پروٹیکشن، ہیومن ڈویلپمنٹ اور Regional Equalization یعنی یکساں علاقائی ترقی یہ سب کی سب نہایت عمدہ ترجیحات ہیں جنہیں base بنا کر بجٹ تیار کیا گیا ہے۔ تحریک انصاف صرف وعدوں پر یقین نہیں رکھتی بلکہ تحریک انصاف عمل پر یقین رکھتی ہے مثلاً حکومت میں آنے کے بعد ہمارے وزیراعظم نے کفایت شعاری کا جو آغاز اپنی ذات سے کیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ اسی طرح ہماری افواج پاکستان نے بھی اپنی تنخواہوں میں اضافہ نہ کر کے اپنے محب وطن ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ پاک افواج

کے اس عمل کے لئے میں ایوان سے بھرپور تالیوں کی درخواست کروں گی۔پاک افواج نے جو تنخواہوں میں اضافہ نہیں کیا اس کے لئے میں ایوان سے appreciation کے لئے پاک افواج کے لئے تالیوں کی درخواست کروں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے لگتا ہے کہ ہمارے مخالف بنچوں پر جو ممبران بیٹھے ہیں انہیں اپنی افواج پاکستان سے پیار نہیں ہے۔ کسی اچھائی کے لئے تو آپ ایک ہو جائیں، میں نے افواج پاکستان کا ذکر کیا ہے میں نے کوئی اپنی personal request نہیں کی۔

جناب سپیکر! ترقیاتی بجٹ میں بڑے خوبصورت طریقے سے جو اضافہ کیا گیا ہے اسے "پنجاب احساس پروگرام "کا نام دیا گیا ہے۔اس پروگرام کی آگے برانچز ہیں مثلاً باہمت بزرگ پروگرام اس کے تحت 65 سال سے زیادہ عمر کے لوگوں کو 2 ہزار ماہانہ وظیفہ دیا جا رہا ہے جو اس سے پہلے کبھی بھی نہیں ہوا تھا۔ معذور افراد کے لئے "ہم قدم پروگرام" کے تحت 2 ہزار روپے ماہانہ وظائف، بیواؤں اور یتیم بچوں کے لئے "سرپرست پروگرام" کے تحت 2 ہزار روپے ماہانہ وظیفہ، اسی طرح cross gender خواجہ سراؤں کے لئے جو کہ معاشرے کا ایک محروم طبقہ ہے ان کے لئے "مساوات پروگرام" کا آغاز کیا گیا ہے۔ اسی طرح 40۔ ارب روپے کی لاگت سے پنجاب کے مختلف اضلاع میں 9 جدید ہسپتال بنائے جائیں گے۔ صحت کارڈ کا اجراء پنجاب کے 36 ضلعوں تک بڑھانے کا فیصلہ ایک خوش آئند فیصلہ ہے۔ اسی طرح تعلیمی میدان میں "انصاف سکول پروگرام" کے تحت شام کی کلاسز کا اجراء اور چھ نئی یونیورسٹیوں کا قیام محب الوطنی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! زراعت کسی بھی ملک کی ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتی ہے، ہمارے پنجاب کے بجٹ میں حکومت نے کاشتکاروں کو زرعی پیداوار کی مناسب قیمت دلانے کے لئے جو آکشن مارکیٹیں بنانے کا فیصلہ کر کے اور کاشتکاروں کو براہ راست سبسڈی پہنچانے کے لئے ایگری سمارٹ کارڈ کا اجراء کر کے کاشتکاروں کے دل موہ لئے ہیں۔ دفتروں کے چکر لگائے بغیر کاروبار کی online رجسٹریشن حکومت پنجاب کا سنہرا اقدم ہے۔ٹورازم کے حوالے سے بھی سنہری اقدامات کئے گئے ہیں جن کی مدد سے ٹورازم کو فروغ دیا جائے گا۔نوجوانوں کے لئے youth package ان کو اپنی صلاحیتیں منوانے میں مدد کرے گا۔

جناب سپیکر!میں آخر میں اپنے وزیر خزانہ سے ٹورازم کے حوالے سے ایک request کروں گی کہ مجھے ایک عام کوسٹر میں بیٹھ کر ہنزہ تک جانے کا موقع ملا ہے اور میں نے جان بوجھ کر یہ انتخاب کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!Please wind up کریں۔

محترمہ نیلم حیات ملک: جناب سپیکر!26 گھنٹے کے سفر میں کہیں بھی واش رومز کی سہولت نہیں ہے اس لئے ٹورسٹ پاکستان آنے سے گھبراتا ہے لہٰذا براہ مہربانی اس پر خاص توجہ دی جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب خلیل طاہر سندھو!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ محترمہ مسرت جمشید!

محترمہ مسرت جمشید: جناب سپیکر! میں نے توکل کے لئے request کی ہوئی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر شاہینہ کریم!

محترمہ شاہینہ کریم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!شکریہ۔ میں اپنے وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کروں گی کہ انہوں نے اتنا انسان دوست اور اتنا عوام دوست بجٹ پیش کیا ہے۔ ہمارا بجٹ جن تین points پر depend کر رہا ہے یہ پی ٹی آئی کا منشور ہے۔ پی ٹی آئی نے یہ بجٹ دے کر ثابت کیا ہے کہ وہ جو کہتی ہے وہ کرتی ہے۔ پی ٹی آئی نے اپنے منشور کے مطابق ایک بجٹ دے کر ہمارے قائد حزب اختلاف کو ڈرا دیا ہے، انہیں اس بات کا ڈر ہے کہ اگر اس منشور پر عمل ہو گیا تو ان کی سیاست ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے گی۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اپوزیشن کی طرف سے کہا گیا کہ ترقیاتی بجٹ بہت کم دیا گیا ہے اور ongoing منصوبوں پر کام نہیں ہو رہا لیکن مجھے یہ دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوئی ہے کہ اس بجٹ میں 1717۔ ارب روپے ongoing منصوبوں کے لئے مختص کئے گئے ہیں حالانکہ یہ منصوبے ان کے ادوار میں شروع ہوئے تھے۔ ہماری حکومت نے یہ ایک بہت بڑا risk لیا ہے کہ ان منصوبوں پر پیسے لگا رہی ہے جن پر ان کے نام کی تختی بھی نہیں لگنی لہٰذا اس حوالے سے بھی ہماری حکومت مبارکباد کی مستحق ہے کہ وہ اپنی عوام کا فائدہ دیکھتی ہے نہ کہ اپنی popularity، اس بجٹ کو دیکھ کر یہ بھی لگا کہ یہ بجٹ ایک سیاستدان کا بجٹ نہیں ہے بلکہ ایک لیڈر کا بجٹ ہے۔ سیاستدان

اپنے ذاتی مفادات کو دیکھتا ہے، اپنی self-projection کو دیکھتا ہے جبکہ ایک لیڈر آئندہ نسلوں کو دیکھتا ہے وہ اپنے ملک کے مفادات کو دیکھتا ہے۔ اس حوالے سے اس بجٹ میں بہت ساری باتیں کرنے والی ہیں جو ہمارے دوسرے ساتھی بھی کریں گے۔

جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک بات کرنا چاہ رہی تھی کہ جب یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے سبسڈی نہیں دی یا جب یہ مہنگائی پر اعتراض کرتے ہیں تو اس وقت انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ انہوں نے کس طرح سے اس ملک کو لوٹا اور ملک کے خزانے کا جو حال کیا اس کے بعد ان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ یہ ہم سے سوال کریں کہ آپ سبسڈی نہیں دے رہے۔

بقول شاعر

کیا تم کو بتاؤں کہ یہ کیا لوٹ چکے ہیں
آنکھوں کی چمک گھر کی ضیاء لوٹ چکے ہیں
گلشن سے یہ خوشبو و صبا لوٹ چکے ہیں
قمری کی چہک رنگ حنا لوٹ چکے ہیں
دھرتی کو زمانے میں کہیں کا نہیں رکھا
کیا بیٹے ہیں کیسے یہ ردا لوٹ چکے ہیں
در در پہ بٹا درد دوا لوٹ چکے ہیں
یہ کیسے مسیحا ہیں شفا لوٹ چکے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں آپ کی اجازت سے ڈیرہ غازی خان کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہوں گی کہ ان کی حکومت نے ہمارے ڈیرہ غازی خان شہر کو ایک گند کا ڈھیر بنا دیا تھا۔ آپ کا بھی وہاں سے گزر ہوتا ہو گا اس پر کبھی بھی توجہ نہیں دی گئی جیسے جنوبی پنجاب کے باقی علاقوں پر توجہ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گی کہ ڈیرہ غازی خان کی سیوریج اور سالڈ ویسٹ کے مسائل کے لئے خصوصی توجہ دی جائے، وہاں روزگار کے مسائل کے حوالے سے توجہ دی جائے، وہاں سکولوں میں missing facilities بہت زیادہ تھیں لیکن ہماری

حکومت نے آٹھ ماہ میں انہیں کافی حد تک cover کیا ہے لیکن ابھی بھی ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ خواتین کے لئے جو پروگرام شروع کئے گئے ہیں وہ بہت اچھے ہیں لیکن ان میں مجھے تھوڑی سی کمی لگ رہی ہے کہ ہمیں Social Gynecological کے issue کو دیکھنا چاہئے جسے ہم بہت کم پیسوں سے شروع کر سکتے ہیں۔ ہمیں تعلیم بالغاں تربیت کا پروگرام شروع کرنے کی بھی ضرورت ہے یہ پراجیکٹ بھی بہت کم پیسوں سے شروع کیا جا سکتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جی، جناب خلیل طاہر سندھو!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! بہت شکریہ

کہنوں لے کے لنگے اج بازاراں چوں
واج پئی آوے ڈسکن دی دیواروں چوں
کہندے ہتھ سرنگی آ گئی ویلے دی
سر دے بدلے چیکاں سنیاں تاراں چوں

معزز ممبران: جناب سپیکر! سمجھ نہیں آئی۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! یہ عقل اور سمجھنے والی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب خلیل طاہر سندھو! ترجمہ کر دیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! جب کوئی حاکم وقت آتا ہے اگر کسی کے ہاتھ میں سرنگی ہو تو وہاں سے سر کی آواز آتی ہے لیکن اب چیخوں کی آوازیں آتی ہیں۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ میرے انتہائی اچھے دوست ہیں اور محترم ہیں لیکن مجھے اس historical dishonesty کی سمجھ نہیں آئی کہ ان سے یہ سہواً ہوا ہے یا انہوں نے intentionally یہ بات کی ہے کہ پہلی دفعہ بجٹ تقریر میں There is not a single word for the minorities چونکہ میرا تعلق minorities سے ہے لہٰذا میں انہی کی بات کروں گا لیکن میں پہلے پاکستانی ہوں اس کے بعد minorities سے تعلق ہے۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے 20-2019 کے بجٹ میں جو چودہ نکات پیش کئے ہیں، وہ پرانے والے نکات نہیں بلکہ اب جو آپ نے بجٹ میں پیش کئے ہیں ان میں minorities کے لئے single word بھی نہیں ہے۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیرالدین): جناب سپیکر! کیا گرونانک یونیورسٹی minorities کے لئے نہیں بنائی جا رہی؟

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ چودھری ظہیرالدین مجھے تقریر کے دوران disturb کرتے ہیں اور اس پر میرا جو وقت ضائع ہوتا ہے وہ میرے وقت سے نکال دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب خلیل طاہر سندھو! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ آپ کو چودھری ظہیرالدین کا وقت بھی دے دیا جائے گا۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میرے پاس بجٹ کی جو کتاب ہے اس کے صفحہ نمبر 621 پر محترم وزیر خزانہ نے minorities پر مہربانی فرمائی ہے اور ہمارے لئے ایک ارب روپے کا بجٹ مختص کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آپ نے باقی تمام منصوبوں کے بجٹ سے بہت زیادہ کٹوتی کی ہے۔ یہ ہمیں بتانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ شاید وہ ہمارے بجٹ سے موازنہ کر رہے ہیں حالانکہ انہوں نے جو خود بجٹ پیش کیا تھا یہ اسی کے figures کو آگے پیچھے کر رہے ہیں۔ بجٹ کی اس کتاب کے صفحہ نمبر 621 پر Human Rights and Minority Affairs کے لئے انہوں نے صرف ایک ارب روپے رکھے ہیں جبکہ مسلم لیگ (ن) کا جو آخری بجٹ تھا اس میں ہم نے ایک ارب 60 کروڑ روپے کی رقم صرف MDF کے لئے رکھی تھی۔

جناب سپیکر! میں معزز وزیر خزانہ سے بڑی عاجزانہ درخواست کروں گا کہ minorities کے لئے joint elections ہوتے ہیں۔ آپ بھی جہاں سے الیکشن لڑتے ہیں وہاں پر بھی minorities کے لوگ رہتے ہیں۔ میری خُوش بختی ہے کہ وزیر قانون اس وقت ایوان میں تشریف فرما ہیں۔

جناب سپیکر! میرا ایمان ہے اور میرا perception یہ کہتا ہے کہ وہ اس بات کو سمجھیں گے کہ ہم بہت سارے international معاہدوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ ہم نے Swedish International Development Cooperation Agency(SIDA) پر دستخط کئے ہیں۔ ہم نے GSP Plus Status لیا ہے یعنی ہم نے Generalized System of Preferences لیا ہوا ہے۔ ہماری کوشش تھی کہ ہم free trade کی طرف جائیں۔ ہم نے Convention Against Torture(CAT) پر دستخط کئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سب باتیں اس لئے کر رہا ہوں کہ بجٹ زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتا ہے۔ یورپی یونین کی طرف سے ابھی جو لیٹر آیا ہے وہ انہوں نے ضرور دیکھا ہوگا۔ ان سے ہم نے GSP Plus Status لیا ہوا ہے انہوں نے لکھا ہے اگر آپ minorities کے لئے بہتر صورتحال پیدا نہیں کریں گے تو پھر ہم اس بابت غور کریں گے۔

جناب سپیکر! میں نے وزیر خزانہ سے صرف ایک درخواست کی تھی کہ ہم minorities کے لوگ پانچ فیصد یا اڑھائی فیصد ہوں گے آپ ہمیں اپنے کل بجٹ کا ایک فیصد دے دیں لیکن انہوں نے تو ہمارے لئے پہلے سے کم بجٹ مختص کیا ہے اور cut لگا کر اس میں سے بھی 60 کروڑ روپے کم کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ جو GSP Plus Status(Generalized System of Preferences ہے اس کے لئے ہم نے Human Rights and Minority Affairs کے تحت ایک Treaty Cell بنایا ہوا ہے اور اس کی رپورٹ یورپی یونین کو دی جاتی ہے۔ ہم global village میں پورے معاشرے کے ساتھ جُڑے ہوئے ہیں لہٰذا ہم isolation میں رہ کر کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم بات کرنی چاہتا ہوں کہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے 11-اگست 1947 کو پہلی Constituent Assembly میں جو تقریر کی تھی۔ He was a Charismatic leader. انہوں نے اس وقت فرمایا تھا کہ آپ ہندو، مسیحی یا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں آپ کو اپنے مندروں، چرچوں اور مذہبی عبادت گاہوں میں اپنی زندگی اپنے مذہب کے مطابق گزارنے کی آزادی ہوگی۔ State has no concern with it.

جناب سپیکر! جس سیٹ پر آپ اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں اسی سیٹ پر 23-جولائی 1946کو دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔اس وقت پنجاب اسمبلی کے کل 187ووٹ تھے۔اس وقت جب بہت ساری مذہبی جماعتیں قائداعظم اور پاکستان کی مخالفت کر رہی تھیں اور قائد اعظم کی 11-اگست کی تقریر 12-اگست کو چھپنے نہیں دی گئی تھی۔ آپ آرکیالوجی ڈیپارٹمنٹ میں جا کر دیکھیں،جب قائداعظم محمد علی جناحؒ نے احتجاج کیا تو پھر 13-اگست کو وہ تقریر چھپی تھی۔

جناب سپیکر! نبی کریمؐ نے میدان عرفات میں فرمایا تھا کہ:

"There is no superiority of white to black; black to white and an Arab to non-Arab and non-Arab to Arab and if there is a superiority it is only due to piety."

جناب سپیکر! اس کے باوجود ہمیں marginalized رکھنا ہے،ہمیں وزیر خزانہ نے دوسرے نہیں بلکہ تیسرے درجے کا شہری بنانا ہے تو یہ انتہائی نامناسب ہے۔پاکستان ہمارا وطن ہے اور 1947سے لے کر 2019تک کسی minority کے بندے نے پاکستان کے ساتھ غداری نہیں کی اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خُدا کے لئے ہماری حالت زار پر رحم کریں۔وزیر خزانہ ہمارے ساتھ پنشنرز جیسا سلوک کر رہے ہیں کہ ان کو کچھ پیسے دے دیئے جائیں تاکہ وہ زندہ رہ سکیں اور نہ ہی مر سکیں۔ہمارے لئے رُوح اور جسم کا رشتہ برقرار رکھنا مشکل ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں شہباز بھٹی(شہید) کو داد دیتا ہوں کہ جنہوں نے وفاقی حکومت سے minorities کے لئے پانچ فیصد کوٹا منظور کروایا اور اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس کو mandatory کر دیا۔

جناب سپیکر! پہلے یہ ہوتا تھا کہ اگر کوئی کوٹا کی seats خالی رہ جاتیں تو ان کو general seats کے طور پر declare کر دیا جاتا تھا۔اس وقت میرے بھائی میرے ساتھ تھے کیونکہ جب یہ فیصلہ ہوا تو یہ مجلس قائمہ برائے فنانس کے چیئرمین تھے۔حالانکہ ہندوؤں کا کوٹا Central Superior Services of Pakistan(CSS) میں 9فیصد ہے لیکن ہم اس بات پر بھی خوش

ہیں۔ ہمیں اس بات پر بھی کوئی دُکھ نہیں بلکہ خوشی ہے کہ جو بچے قرآن پاک حفظ کرتے ہیں تو انہیں20 نمبر دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے ایک سمریmove کی اور میں نے اسے وزیر قانون کی خدمت میں بھی پیش کیا تھا۔ہم چاہتے ہیں کہ اگر ہم بائبل مقدس یا دوسری مذہبی اقلیتیں اپنے respective regions کا امتحان پاس کریں تو آرٹیکل25 کی رُوح کو کم از کم زندہ کر دیا جائے کیونکہ آرٹیکل 25 میں کہا گیا ہے کہ All citizen are equal before the eye of law.

جناب سپیکر! میری یہی چند گزارشات ہیں۔ باقی چیزیں بعد میں ہوتی رہیں گی اور سیاسی مخالفت بھی ہوتی رہے گی۔ میں معزز وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہم جنازے کو کندھا دینا بڑا افضل سمجھتے ہیں لیکن جو انسانیت سِسک رہی ہے اور جو لوگ مر رہے ہیں کم از کم ان کو لازمی کندھا دیں تاکہ وہ بھی اپنی زندگی آسانی کے ساتھ بسر کر سکیں۔

جناب سپیکر! پچھلے چار ماہ میں forced conversion کے بہت زیادہ واقعات ہوئے ہیں۔فیصل آباد میں بارہ سال کی بچی ثانیہ کا واقعہ ہوا جس کی ایف آئی آر نمبر19 /558 تھانہ رضا آباد میں درج ہوئی ہے۔ ہمارے minorities کے وزیر کے اپنے گاؤں میں قبرستان کی slabs توڑ دی گئیں۔

جناب سپیکر! معزز وزیر قانون نے اس حوالے سے پرچہ درج کروایا تھا لیکن ابھی تک ملزمان گرفتار نہیں ہو سکے۔ منڈی یزمان میں 13 سال کی بچی صدف کے ساتھ ایسا واقعہ ہوا ہے۔ ایک بچی شالک مسیح جس کی عمر13 سال ہے اس نے جسٹس طارق شمیم کے سامنے بیان دیا کہ مجھے زبردستی convert کیا گیا ہے جبکہ دین میں جبر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں نے خود پڑھا ہے کہ There is no coercion in the religion. ابھی حال ہی میں 5۔ مئی 2019 کو یزمان منڈی سے کشمالہ دیوی 13 سال کی لڑکی کو زبردستی اغواء کر لیا گیا ہے۔ ہمارے ماں باپ جو کہ اپنی بچیوں کو پالتے ہیں ان کو اتنا حق نہیں کہ وہ ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کر سکیں، جب ان کی بچی 13 سال کی ہوتی ہے تو ان کے گھر میں ایک سرٹیفکیٹ بھیج دیا جاتا ہے کہ اس نے مذہب تبدیل کر لیا ہے۔ اس حوالے سے بہت بحث

ہوئی ہے کہ medically maturity کا level اور ہے جبکہ ہمارے مذہب میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ بارہ یا تیرہ سال کی لڑکی بالغ ہے تو پھر اس کا شناختی کارڈ بنا دیا کریں تاکہ وہ ووٹ بھی ڈال سکے۔

جناب سپیکر! GSP Plus Status کے لئے اور پاکستان کی بقاء کے لئے کم از کم ایسے اقدامات کی روک تھام انتہائی ضروری ہے۔ہماری پاکستان کے ساتھ وفاداری ہے Because we are here before the creation of Pakistan. ہم ذمی ہیں اور نہ ہی مفتوح ہیں۔ہمیں کوئی فتح کر کے نہیں لایا بلکہ ہم پاکستان بننے سے پہلے پاکستان میں موجود ہیں۔میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر ان باتوں پر ضرور توجہ دیں۔

جناب سپیکر! آخر میں، At last, but not the least عرض کروں گا کہ میں پانچ سال تک وزیر اقلیتی امور رہا ہوں۔میں حزب اختلاف کے باقی معزز ممبران کی بات نہیں کرتا۔ I am confined only to the extent of the minorities. یہاں پر آج میاں محمود الرشید تشریف فرما نہیں ہیں ان کے اور ہائی کورٹ کے کہنے پر ہم نے ہر سال اقلیتی ممبر محترمہ شُنیلا رُوت کو اپنے برابر فنڈز جاری کئے تھے لیکن پی ٹی آئی کی حکومت نے ہمیں ایک single penny نہیں دی۔

جناب سپیکر! آپ نے بھی حکم دیا تھا کہ minorities سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران کو equal فنڈز دیئے جائیں تو ہمیں بالکل فنڈز نہیں دیئے جا رہے۔نہ تو پچھلے سال ہمیں فنڈز جاری کئے گئے اور مجھے یقین ہے کہ شاید یہ اب بھی ہمیں فنڈز نہ دیں لیکن میں وزیر قانون، وزیر خزانہ اور سب سے بڑھ کر آپ سے گزارش کروں گا کیونکہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ خدا کے لئے ہم نے بہت بڑی قربانی دی ہے کیونکہ پاکستان کی آزادی کے وقت پاکستان کے مخالف لوگ باہر نعرے لگا رہے تھے کہ "جو مانگے گا پاکستان، اُس کو دیں گے قبرستان۔" تو دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب اور اُن کے ساتھی نعرہ لگا رہے تھے کہ "سینے پہ گولی کھائیں گے، پاکستان بنائیں گے۔" پاکستان ہمارا وطن ہے۔

جناب سپیکر! میں محترم وزیر خزانہ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اپنے وزراء کو پابند کریں کہ ہمارے minorities کے ممبران کو فنڈز دیں کیونکہ ہم نے یہ کام کیا ہے۔میاں محمد شہباز

شریف نے اُس وقت کے وزیر خزانہ اور مجھے حکم دیا اور چاہے آپ محکمہ خزانہ کے لوگوں سے پوچھ لیں کہ حزب اختلاف کے minorities کے معزز ممبران کو equal فنڈز دیئے لیکن یہ ہمارے ساتھ شاید وہ سلوک کر رہے ہیں جو زمیندار کرتے ہیں کہ جن کی حویلیوں کے پیچھے سکول ہوتے ہیں اور یہی سلوک حزب اختلاف کے minorities کے معزز ممبران کے ساتھ کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے میرے وقت سے زیادہ وقت دیا۔

I will not forget your good gesture and even the deep concern of the Minister for Finance and Minister for Law and Parliamentary Affairs for the minorities,

لیکن میں آخر میں یہ کہوں گا کہ اگر ہمارا یہ مسئلہ حل نہ ہوا تو پھر میں یہ کہنے پر مجبور ہوں گا کہ:

تم نے ہر کھیت میں انسانوں کے سر بوئے ہیں
اب زمین خُون اُگلتی ہے تو شکوہ کیسا

جناب سپیکر! کہیں یہ زمین خُون اُگلنا شروع کر دے۔ آپ کا بہت شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: The House is adjourned to meet on Tuesday the 18th June 2019 at 3:00 pm.